

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تیسرا ریکوزیشنڈ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 05 اکتوبر 2018ء بروز جمعہ 24 محرم الحرام 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	رخصت کی درخواستیں۔	2
04	مورخہ 25، 28 ستمبر، یکم اور 4 اکتوبر 2018ء کی اسمبلی نشستوں میں مؤخر شدہ بلوچستان کے مالی بحران کے تناظر میں این ایف سی ایوارڈ میں تاخیر اور وسائل کی تقسیم پر بحث۔	3
55	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	4

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورنہ 05 اکتوبر 2018ء بروز جمعہ 24 محرم الحرام 1440 ہجری، بوقت شام 4 بجے پریزیدنٹ جناب ڈپٹی اسپیکر، سردار بابر خان موسیٰ خیل، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونینہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا **وقفہ** وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ﴿٥﴾

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ط إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ

السَّعِيرِ ﴿٦﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾

﴿بارہ نمبر ۲۲ سورۃ فاطر آیات نمبر ۵ تا ۷﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سونہ بہکائے تم کو دنیا کی زندگانی اور نہ دعا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دعا باز۔ تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں۔ جو منکر ہوئے اُن کو سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کیئے بھلے کام اُنکے لیے ہے معافی اور بڑا ثواب۔ وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْبَلَاغَ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی:

محترمہ ماہ جین صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

ملک نعیم خان بازئی صاحب نے آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

میر اختر حسین لاٹو صاحب نے آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی:

جناب عبدالرؤف رند صاحب نے آج کی نشست سے رخصت کی درخواست کی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

مورنہ 25، 28 ستمبر، یکم اور 4 اکتوبر 2018ء کی اسمبلی نشستوں میں مؤخر شدہ بلوچستان کے مالی بحران کے تناظر میں این ایف سی ایوارڈ میں تاخیر اور وسائل کی تقسیم پر بحث۔ جو معزز اراکین بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اپنے نام بھجوادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

basically responsibility ٹریڈری پنچر کی ہے کہ وہ وہاں سے اپنے حقوق حاصل کر کے یا اُنکو اگر کوئی پریشانی ہو تو اُس سلسلے میں بات کریں گے۔ ہماری طرف سے تو یہ بات آئی ہے کہ جی ان حالات میں بحث کی جائے۔ تو میری گزارش ہے کہ ٹریڈری پنچر کی طرف سے یہ پوری situation آجائے این ایف سی ایوارڈ میں اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہے، کتنی محنت کی ہے، کہاں وہ رُک گئے ہیں، کہاں تک اُنکا پہیہ چل رہا ہے؟ تاکہ یہ اراکین اُسی صورت میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ملک صاحب! کل سی ایم صاحب نے کہا تھا کہ جو بھی ہوگا نوٹ کیا جائے گا۔ اور فننس منسٹر بھی آئے ہوئے ہیں، تو آپ لوگ اپنی بات شروع کریں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

گزارش یہ ہے کہ اس کو فننس منسٹر initiate کریں تاکہ اُن کی اپنی صورت حال اور مجبوریوں سامنے آجائیں تاکہ اس پر ساتھی کھل کر بول سکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ٹھیک ہے، شکر یہ ملک صاحب۔

میر محمد عارف محمد حسنی (وزیر محکمہ خزانہ):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ اپوزیشن والے اور ہمارے ایم پی اے صاحبان اگر چاہیں تو اُنکو brief دے دیتے ہیں۔ تو اُنہوں نے کہا کہ ہم سفارشات دینا چاہتے ہیں۔ تو ابھی اپنی سفارشات دے دیں۔ این ایف سی ایوارڈ ہونا ہے، جو بھی اُنکی سفارشات ہوں گی وہ نوٹ کی جائیں گی اور پھر اُن کو آخر میں جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شیکریہ۔ مسٹر ظہور احمد بلیدی صاحب!

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و ہائر ایجوکیشن):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! آج بلوچستان کی مالی صورتحال پر آپ نے بحث کا وقت رکھا ہے۔ تو جناب اسپیکر! بلوچستان کی مالی حالت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ جو بجٹ بنایا ہے حالانکہ یہ پچھلی اسمبلی کا

استحقاق نہیں تھا کیونکہ پانچ بجٹ وہ پہلے ہی بنا چکی تھی چھٹا بجٹ چونکہ ہماری اسمبلی کا استحقاق تھا لیکن اس وقت اس طرح ہوا کہ انہوں نے یہ بجٹ بنایا جو ٹوٹل 352 ارب روپے کا ہے اور اُس میں 75 ارب روپے کا deficit جا رہا ہے۔ ہمارا PSDP کوئی 88 ارب روپے کا ہے۔ لیکن چونکہ 13 ارب روپے پچھلی گورنمنٹ خرچ کر چکی ہے وہ اس بجٹ کے deficit میں آ رہا ہے۔ تو سارا مل ملا کے ہمارے فنانشل حالات ایسے بن رہے ہیں کہ PSDP کے لیے صرف جو ہماری حکومت کے پاس رہتے ہیں وہ 88 کروڑ ہیں۔ ہم وفاق کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح ہمیں اس مالی بحران سے نکالے گا۔ اور اُس میں پانچ سال بعد این ایف سی ایوارڈ ہونا ہے جس کے این ایف سی میں چار indicators انہوں نے رکھے ہوئے ہیں۔ 82 فیصد پالیٹیشن ہے، 10 فیصد backwardness ہے، 5 فیصد رورینو جنریشن ہے، 2.7 فیصد divisible pool کا ہے وہ aniverse population ہے۔ اور ایک فیصد NFC کا آپ کے KP کو war and terror پر مل رہا ہے۔ تو اسمیں ہماری جو next preparation ہوگی اُس میں definitely ہم اپوزیشن کو بھی consult کریں گے۔ چونکہ یہ overall بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ چونکہ ہماری population بڑھ چکی ہے، اسمیں بھی ہمیں ملنے کے امکانات ہیں۔ اور رورینو جنریشن پر چونکہ گوادر ابھی بننے جا رہا ہے اور وہ فنانشل ہوگا تو اُس میں بھی ہم کوشش کریں گے کہ تھرو گوادر، تھرو سی پیک ہمیں کچھ نہ کچھ مل جائے۔ اور آپ لوگوں کے ساتھ consult بھی کریں گے۔ لیکن سر دست چونکہ کل ہمارے پرائم منسٹر صاحب آرہے ہیں اور صوبہ چونکہ بہت ہی مالی بحران کا شکار ہے، under developed ہے، انفراسٹرکچر کی صورت حال بہتر نہیں ہے۔ اسی طرح ہماری ہیلتھ اور ایجوکیشن میں بھی ہمیں بہت سے فنڈز درکار ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ پرائم منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ اور اس معاملے میں اُن سے ایک مدد مانگ لیں one time grant تاکہ ہم چیزوں کو آگے بڑھا سکیں۔ تو اسمیں ہماری گورنمنٹ کی صورت حال یہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ، بلیڈی صاحب! آپ اپنی چیئر پر بیٹھیں۔ آپ کی چیئر میرے خیال سے اُس سائیڈ والی ہے۔
میر ظہور احمد بلیڈی (وزیر محکمہ اطلاعات و ہائر ایجوکیشن):

سی ایم صاحب نے request اس چیئر کی کی تھی لیکن کوئی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے۔ جی ثناء صاحب! آپ بات کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر، ظہور بلیڈی صاحب اور فنانس منسٹر صاحب

نے جو تصویر کشی یا منظر کشی کی ہے، بلوچستان کی financial situation کی یا مالی اور اقتصادی جو صورتحال ہے بلوچستان کی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جو صوبہ 43 فیصد زمین اور 75 فیصد سمندری رقبے پر مشتمل ہو۔ یعنی ملک کے 62 فیصد رقبے پر مشتمل صوبے کے پاس صرف 82 کروڑ روپے ہیں۔ آج تو 88 کروڑ روپے اُن کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ CDA (capital development authority) کا بجٹ کیا ہے؟ 1700 اسکوائر کلومیٹر رقبے پر مشتمل اسلام آباد کے بجٹ میں اس وقت 62 ارب روپے سے زیادہ پڑے ہوئے ہیں۔ ایسے رونے والا مقام ہو چکوتا ساری پنجر خالی پڑی ہوں، یہ رونا، یہ تکلیف، اس مشکل کے لیے اُنہیں ہمارے پاس آنا چاہیے تھا کہ بلوچستان تکلیف دہ، کرب ناک اور مشکل صورتحال سے گزر رہا ہے۔ لہذا ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں کہ ہم نے اپنے بچوں کی روزی روٹی، اپنے بچوں کے لیے تعلیم، اپنے بیماروں کے لیے ادویات یا ٹیچروں کے لیے تنخواہیں یا کمیونیکیشن اینڈ انفراسٹرکچر کوڈ ویلپ کرنے کے لیے ریسورسز کیسے اکٹھے کریں؟ یہ جو فورم ہوتا ہے اس میں ہم بیٹھے ہیں۔ اس کی بڑی importance ہوتی ہے اسکی بڑی اہمیت ہے۔ گو کہ گزشتہ کافی دہائیوں میں اسکی حیثیت کو بڑی minute کر کے، بہت چھوٹے municipality اور committee جتنا بنا دیا گیا ہے۔ یہ وہ فورم ہے، جس سے آپ بلوچستان کے تمام معاملات پر ایک اتفاق رائے پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ بلوچستان کے لئے اُسکے گم گشتہ جو حقوق ہیں، وہ یہاں یکجا ہو کر متفقہ نیک نیتی کی بنیاد پر بنائی گئی ایک پالیسی کے تحت لاسکتے ہیں۔ بلوچستان جناب والا! کوئی غریب صوبہ نہیں ہے رونے کا مقام ہے آج 88 کروڑ روپے میں ہم کیا، اس لیے گزشتہ اجلاس میں ہم نے PSDP پر، یہ ہمارا اور اپوزیشن دونوں کا ایجنڈا ہے۔ اسی لیے ہم نے discuss کیا کہ ہمیں پہلے اپنے ڈیپلمنٹ چیلنجز کا پتہ ہونا چاہیے کہ آپ کیا ترقی چاہتے ہیں؟ آپ اپنے صوبے میں کیا خوبصورتی چاہتے ہیں، آپ اپنے صوبے کی کون سی بیماری اور مشکل اور مسائل کا حل چاہتے ہیں؟ یہ اس لیے ہم نے PSDP discuss کیا۔ جناب اسپیکر! میں نے اُس اجلاس میں بھی یہی کہا تھا کہ ہمارا مطمح نظر یا مقصد اپنے علاقے یا گاؤں میں کوئی دو، چار کلومیٹر سڑک لے جانا نہیں ہے۔ بلوچستان کا ہر بچہ، ہر بیوہ، ہر بیروزگار نوجوان، بلوچستان کا ہر بیمار، اُسکی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ ذمہ داری دی ہے کہ ہم بلوچستان کے گم گشتہ حقوق اگر ہیں وہ لاسکتے ہیں تو بہتر ہے۔ نہیں تو کم از کم ایک fair، distributed system ہے۔ اسلام میں ایک distributed اسلامک نظام ہے۔ اُس کی بنیاد پر آئین اور قانون کی بنیاد پر، عالمی جو مسلمہ اصول ہیں، اُنکی بنیاد پر بلوچستان کے حقوق اُن سے لے لیں، خیرات

نہیں۔ ظہور جان میرے دوست بھائی ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم کوشش کریں گے وفاق کو convince کرنے کے لیے کہ جی! ہم ان سے grant لے لیں۔ بلوچستان 70 سالوں سے کشکول اٹھائے اسلام آباد کے پیچھے پھرتا ہے۔ اور انہوں نے ہماری اس کمزوری کا فائدہ اٹھا کے ہمارا تیل، ہماری گیس، ہمارا سونا، ہماری چاندی، ہمارا تانبا، ہماری سات سوکلو میٹر طویل ساحلی پٹی، ہماری جغرافیائی اہمیت۔ ان سب کے بدلے میں کبھی بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کے یہ نہیں کہا کہ آپ پاکستان کا سب سے خوبصورت سب سے امیر ترین حصہ ہیں۔ ہم آپ کو grant نہیں دینگے، ہم آپ کو انصاف نہیں دینگے۔ جناب والا! میں اسی لیے چاہ رہا تھا کہ حکومت کچھ historical، تاریخی معاملات کے ساتھ آئے اور یہ اسمبلی ایک نئی شروعات کے ساتھ، NFC کے حوالے سے اپنی پالیسی بنائے۔ اس وقت تک جناب اسپیکر! کوئی سات کے قریب NFC award پاکستان میں 1951ء سے بلکہ 1947ء میں جب پاکستان کا قیام وجود میں آیا تو اس وقت ایک کمیٹی بنی۔ اُس وقت تو constitution نہیں تھا۔ NFC award نہیں تھا، اُس وقت جرمی رضمین کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی جس نے 1952ء میں ایک چھوٹا سا فنانشل کمیشن بنایا، جس میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان وسائل کی تقسیم کی بحث شروع ہوئی۔ آپ اپنے حقوق اُس وقت تک safeguard نہیں کر سکتے جب تک وسائل کی تقسیم، مال و دولت کی تقسیم، اقتصادیات کی تقسیم کو تاریخی پس منظر میں آپ نے دیکھا ہوگا۔ اس ایجنڈے میں ہم نے یہی ڈالا ہے کہ NFC کو تاریخی پس منظر میں ابھی یہ غلطی definitely سیکرٹریٹ کی ہے یا سیکرٹری جو ہمارا فنانش ڈیپارٹمنٹ ہے کہ اُنکو چاہئے تھا کہ یہ جو بریفنگ ہمیں دو صفحے کی بھیجی ہے۔ بڑا well-neutrist ہیں کہ already کمزور سا ایک بریف۔ وہ بڑے تاریخی پس منظر میں NFC کے حوالے سے ایک بریف بناتے۔ کہ 1947ء سے آج تک NFC کا patron کیا ہے؟ کیا یہ انصاف اور مساوات پر مبنی ہے۔ کیا یہ اسلامی اصولوں پر مبنی ہے۔ کیا یہ عالمی ترقی کی خوشحالی کے اصولوں پر مبنی ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر یہ اسمبلی ایک متفقہ اور مشترکہ قرارداد پاس کرے اور ایک مشترکہ حکمت عملی تیار کرے۔ اور مرکز خیرات، زکوٰۃ، grant اور مدد کی پالیسی ترک کر کے ہمارے جائز حقوق کے حوالے سے negotiate کرے۔ تو جناب والا! 1952ء میں جو کمیشن بنا اُس میں بلوچستان کو 0.6، اُس وقت بہاولپور ایک بہت چھوٹی اسٹیٹ ہوا کرتا تھا، یعنی بہاولپور اسٹیٹ اور بلوچستان کے فنانشل ریورسز تقریباً ایک برابر کر دیئے گئے تھے۔ اُس وقت ایسٹ پاکستان کو 45 فیصد اور ویسٹ پاکستان کو 55 فیصد ملے۔ پنجاب 27 فیصد اُس وقت بھی لے گیا۔ پھر جب یہاں ویسٹ پاکستان میں وسائل کی تقسیم ہوئی، پنجاب کو 27 فیصد ملے اور بلوچستان زیر و اعشار یہ چھ فیصد، ایک فیصد بھی

پورا نہیں، یعنی آدھا فیصد۔ جناب والا! 1952ء میں بلوچستان کے ساتھ شروع کی جانے والی زیادتیوں کا سلسلہ اور اُس وقت بھی ہم نے خاموشی اختیار کی۔ اور 1952ء کا دور important تھا۔ اُسکے بعد پھر آیا 1962ء کا constitution۔ اُس میں ایک آرٹیکل متعارف کرا دیا گیا (آرٹیکل 144) جناب اسپیکر! 1955ء میں جب گیس transmit ہونا شروع ہو گئی بلوچستان سے ملتان تک اور 64ء میں ملتان تک گیس پہنچ چکی تھی۔ لیکن جناب والا! ہمارے کسی بھی حکمران نے، دوست نے، اُس وقت یہ نہیں کہا کہ اب ہم economically well of province ہیں ہم natural resources سے مالا مال ہیں۔ آپ اگر بھی NFC award یا اقتصادی معاملات میں جو انکی تقسیم کا طریقہ کار ہے، وسائل کی تقسیم کا طریقہ کار ہے اُس میں صرف آبادی کو بنیاد نہیں بنائیں گے، ہماری گیس کو بھی اسمیں شامل کریں۔ ہمارے صوبے کے رقبے کو بھی اسمیں شامل کریں۔ ہمارے سمندر کو بھی اسمیں شامل کریں۔ لیکن جناب والا! نہیں کیا گیا۔ پھر کیا ہوا؟ 1970ء میں post one unit کے بعد جو تیسرا NFC award announce ہوا اُس وقت آبادی کو criteria بنا کر بلوچستان کو 4 فیصد کے حساب سے وسائل ملنے شروع ہوئے۔ بلوچستان میں جو پسماندگی ہے جو غربت ہے۔ بلوچستان میں تعلیم کی کمی ہے بیروزگاری ہے اور یہاں انفراسٹرکچر کی کمی ہے۔ جناب والا! ہمارا جو تاریخی پیش منظر ہے یہ ہمیں ہمارے آباؤ اجداد نے وراثت میں نہیں دی نہ خداوند و تبارک تعالیٰ نے قرآن کی کسی آیت میں یہ لکھا ہے کہ یہاں ایک خطہ ہوگا اُسکا نام بلوچستان ہوگا، اُس کے لوگ دُبلے پتلے، کمزور، بھوکے، ننگے، بیروزگار ہوں گے۔ جناب والا! یہ ایک سسٹم ہوتا ایک نظام ہوتا ہے۔ جب وہ نظام استحصالی بنیادوں پر قائم کیا جاتا ہے تو کچھ علاقوں کے لوگ غریب، پسماندہ، کم تعلیم یافتہ، کم شعور پیدا ہوتے ہیں اور یہ سسٹم، 1973ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب پرائم منسٹر بنے۔ جناب والا! انہوں نے یہ constitution، یہ تو اب amended ہے اٹھا روہیں ترمیم اسمیں شامل ہے۔ اس constitution کو جو متعارف کرا دیا، اس میں ایک آرٹیکل شامل کیا گیا (آرٹیکل 160) اُس میں یہ mandatory یعنی لازماً قرار دیا گیا کہ ہر پانچ سال پر NFC award کی تقسیم ہوگی یعنی قومی مالیاتی کمیشن بنے گا۔ اور پاکستان میں consolidated جو بھی فنڈ ہے ہمارا، federal consolidated fund وہ جو divisible pools تھے اُن میں پھر وسائل کی تقسیم منصفانہ بنیادوں پر کی جائے گی۔ میں آگے تاریخ میں جانے سے پہلے آپ کو صرف وہ آرٹیکل پڑھ کر سناتا اور بتاتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جو ٹیکنیکل کمیٹی بنے گی وہ اسلام آباد جا کر بلوچستان کے NFC کا کیس لڑے گی، اُس کو اس حوالے سے تھوڑا علم ضرور ہونا چاہئے اُن کی معلومات میں

تھوڑا سا اضافہ ضرور ہونا چاہئے۔ کہ بلوچستان کے کسی بھی آئین میں، بد قسمتی سے ابھی میں یہاں لائبریری میں گیا اپنا آئین نہیں لایا۔ 1962ء کا constitution ہماری یہاں لائبریری میں نہیں ہے ورنہ وہ بھی پڑھ دیتا کہ پاکستان کے جو تین constitutions گزرے ہیں، کسی میں بھی یہ درج نہیں ہے، کسی بھی آرٹیکل میں، کسی سیکشن میں، سب سیکشن میں کہ آپ کو وسائل آبادی کی بنیاد پر دیئے جائیں گے۔ ہر جگہ لفظ منصفانہ ہے تو منصفانہ میں آبادی کہاں سے آگئی؟ اب میں ذرا آپ کو آرٹیکل 160 پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ جب ہمارے دوست جائیں گے اُنکو یہ اندازہ ہو۔ آرٹیکل 160 کی sub-section(1)۔ ”یوم آغاز سے چھ ماہ کے اندر“۔ یعنی کوئی بھی حکومت جب بنتی ہے President آتا ہے۔ توقع تو پاکستان کی تاریخ میں یہی تھی کہ جی! ہر پانچ سال کے بعد الیکشن ہوں گے۔ لیکن سسٹم dereal ہوتا گیا۔ ”یوم آغاز سے چھ ماہ کے اندر اور اُس کے بعد ایسے وقفوں سے جو پانچ سال سے متجاوز نہ ہو، صدر ایک قومی مالیاتی کمیشن کی تشکیل کرے گا جو وفاقی حکومت کے وزیر مالیات، صوبائی حکومت کے وزراء مالیات اور ایسے دیگر اشخاص پر مشتمل ہوگا جنہیں صدر صوبوں کے گورنروں سے مشورے کے بعد مقرر کرے گا۔ قومی مالیاتی کمیشن کا فرض ہوگا کہ وہ صدر کو حسب ذیل کے بارے میں سفارشات پیش کریں“۔ یہ بڑا important ہے جناب اسپیکر۔ ”شق 3 میں مذکورہ محصولات کی خالص آمدنی کی وفاق اور صوبوں کے مابین تقسیم“۔ اب اسمیں کہیں بھی نہیں لکھا گیا ہے کہ آبادی کی بنیاد پر تقسیم۔ ”محصولات کی خالص آمدنی کی وفاق اور صوبوں کے مابین تقسیم۔ وفاقی حکومت کی جانب سے صوبائی حکومتوں کو امدادی رقوم دینا۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے قرضہ لینے کا اختیار“۔ پھر (د)، پھر اسکا تین آجاتا ہے پھر اسکا ایک اور بہت ہی important ہے جس کو میں بعد میں پڑھوں گا۔ اُس میں آرٹیکل sub-section(3) اٹھارہویں ترمیم کے بعد ہم نے متعارف کرا دیا۔ جب ہم سینٹ میں تھے، ہم نے federal legislative list اور concurrent legislative list کے خاتمے کی بات کی۔ وہ بہت important ہے میں بعد میں پڑھوں گا۔ صرف historical آپ کو ایک patron بتاتا ہوں کہ جناب والا! پھر تھرڈ NFC ضیاء الحق کے وقت میں آیا۔ یعنی تیس سال تک۔ 10، 11 سال مسلسل یہ patron جب چلتا رہا ہے 1970ء میں بلوچستان کا شیئر چار فیصد ہوا، 1974ء میں جو NFC بنا اُس میں بلوچستان کا شیئر پھر گر کے تین اعشاریہ آٹھ فیصد پر آ گیا۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جناب والا!! 1974ء سے 2000ء تک۔ 1996ء سے 2000ء کے NFC تک میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا بلوچستان کا حصہ بالکل یکساں تھا۔ جیسے بلوچستان رُک گیا ہو جہاں انسان کی آبادی اور ترقی رُک

گئی ہو۔ جہاں ماؤں نے بچے جنم دینا چھوڑ دیئے ہوں، جہاں غریب اور پسماندگی اپنی جگہ پر رُک گئی ہو۔ ایسے لگتا تھا جیسے بلوچستان میں ایک جمہود طاری ہو گئی ہے۔ 1974ء کے بعد 2000ء تک بلوچستان کا حصہ، وہ صرف اور صرف آبادی کی بنیاد پر دیا گیا تھا۔ اور وہ 5.3 percent رہ گیا۔ اس کے بعد جب جنرل مشرف صاحب کی حکومت تھی جولائی 2005 اور 2006ء میں جو NFC award بنا، اُس میں تھوڑا سا پھر صوبوں اور وفاق کے درمیان، اسکو کہتے ہیں vertical اور horizontal distribution of fiscal resources۔ تو vertical اور horizontal distribution میں وفاق اور صوبوں کے مابین تقسیم 55 فیصد اور 45 فیصد پر ہوئی لیکن پھر بھی بلوچستان کا حصہ پانچ اعشاریہ ایک رہ گیا۔ یعنی پھر بلوچستان کا حصہ مشرف کے دور میں آ کے کم ہو گیا۔ اور اُس میں صرف یہی تھا کہ پاکستان میں جو کافی صوبوں کو تھوڑی سی اُس میں incentive دی گئی تھی۔ جو صوبے زیادہ روینو جزیرٹ کریں گے زیادہ ٹیکس پیدا کریں گے اُن کو ہم تھوڑا سا زیادہ دینگے اور اُس پالیسی کا بھی فائدہ خوش قسمتی سے ہمارے دوست، ہمارے بھائی پنجاب والوں کو ملا، ہمیں نہیں ملا۔ اُسکے بعد جناب والا! آتا ہے 8th NFC جو ابھی چل رہا ہے۔ جو 2010ء میں implement ہوا۔ 2015ء جون میں وہ expire ہوا ہے۔ تین سالوں سے اس آئین کی خلاف ورزی کی گئی۔ ماورائے آئین تین سالوں سے NFC کا وہی ایک فارمولہ چل رہا ہے، یعنی نہیں ہے۔ جبکہ constitution کے آرٹیکل 160 کے تحت ہر پانچ سال کے بعد NFC کا قائم ہونا آئینی ضرورت ہے۔ it's mandatory، یہ لازمی ہے کہ آپ کا NFC بنائیں گے۔ تو جناب والا! یہ جو ایک historical injustice بلوچستان کے ساتھ ہوئی ہے کہ گزشتہ 70 سالوں میں بلوچستان کی غربت کو، بلوچستان کے علاقے اور رقبے کو، بلوچستان کی گیس کے وسائل کو، بلوچستان کے سمندر کو، بلوچستان کے geopolitical importance کو، strategic importance کو، وہ کسی بھی جگہ as a criteria شامل نہیں کیا گیا ہے۔ ابھی یہ کیوں ہوا ہے؟ جس طرح ہمارے دوستوں نے کل یہاں اصرار کیا کہ ہم ایک presentation، سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے اپنے آفیشلز یا بیوروکریٹس سے لے لیں گے۔ انکو interest جناب والا! اُن کی ملازمت سے ہوتی ہے۔ بہت اچھے بیوروکریٹس ہیں۔ I have great interest اور I don't say کہ اُنکو کوئی interest اپنے صوبوں سے نہیں ہوتی۔ لیکن ملازم ہمیشہ جمہوری اور سیاسی لوگوں کی خواہشات، اُنکے احساسات اُنکے جذبات اُنکے مطالبات کو خوبصورت سی انگریزی میں خوبصورت سی powerpoint presentation

میں، اچھی سی ٹیبل میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس سے زیادہ وہ غریبوں کے درد، دکھ، بچا رگی، پسماندگی، آئین اُنکا subject نہیں ہے۔ یہ تو سیاستدان کا کام ہے کہ وہ اپنے علاقے کی تباہی، بربادی، بچا رگی کو مد نظر رکھتے ہوئے آ کے کہیں کہ آپ اگر بیوروکریٹس ہیں، آپ آفیشلز ہیں آپ ہمارے لیے سب سے best criteria develop کریں۔ آپ کا کام ہمارے لیے سب سے اچھی presentation بنانا ہے۔ آپ کا کام ہمیں guide نہیں کرنا ہے کہ ہم جا کر کے کیا کہیں۔ لیکن 70 سالوں سے بلوچستان میں یہی ہوتا چلا آ رہا ہے کہ ہمیں officials guide کرتے ہیں۔ ہمارے پورے سسٹم کو، ہمارے politices کو، ہمارے رویوں کو، ہماری ثقافت کو، ہماری سیاست کو، ہماری تجارت کو، ہماری قومی معیشت کو، بلوچستان کی تعلیم کو آج تک سیاستدانوں نے visionary قابل اور سنجیدہ سیاستدانوں نے lead نہیں کیا ہے۔ اُنہوں نے پروگرام نہیں دیا۔ ہمیں پروگرام دیا جاتا ہے اور ہم سیاستدان، سیاستدان میں استعمال کر رہا ہوں۔ تو وہ اس پالیسی کو اپناتے جا رہے ہیں۔ اب جناب والا! میں آتا ہوں، کچھ وقت کی کمی ہے دو اہم issues ہیں، جو اس حکومت کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہوگا جناب اسپیکر! آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا اخبارات میں، DAWN میں، جنگ میں، TV discussions میں کہ جی! ایک mindset اسلام آباد میں کہ 18th amendment There is a possibility to review 18th amendment. اب اگر 18th amendment کسی اور چیز کیلئے اگر ہوا بھی review، تو 18th amendment کو review کیا جائے گا financial benefits کے لئے۔ کیونکہ جو تھوڑی بہت distribution ہوئی ہے یہ ہمارے آٹھویں این ایف سی ایوارڈ کے بعد۔ اب اُس میں تین major issues ہیں، جو آپ کی حکومت کو جام صاحب! آپ کی حکومت کو بالخصوص جو ہمیں صوبوں کو، باقی سب صوبوں کو درپیش ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اسلام آباد میں بہت سے بابو بڑے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت ہی مضبوط presentation کے ساتھ کہ جناب والا! جو موجودہ ابھی بلوچستان کا حصہ ہے یا صوبوں کا ہے، اُس میں مزید cut لگائی جائے 8 فیصد کی cut۔ ساڑھے آٹھ فیصد کی، 8.2 فیصد کی cut۔ کہاں لگائیں گے؟ نمبر 1۔ اُنکی یہ خواہش ہے کہ جناب والا! کیونکہ سیکورٹی expenses ملک میں بڑھ گئے ہیں حالات بڑے خراب ہیں۔ لہذا تمام صوبے اپنے حصوں سے کاٹ کے 3 فیصد نیشنل فنانس کمیشن میں سے مزید صوبوں کا کم کیا جائے گا، سیکورٹی expenses کیلئے۔ اور اُسکا براہ راست بوجھ پھر دوبارہ چاروں صوبوں پر تقسیم ہوگا بلوچستان پر اُسکا اثر زیادہ پڑے گا۔ ایک اور proposal وہاں 8.2 فیصد کو justify کرنے کیلئے کہ جناب والا! تین فیصد اسپیشل ایریاڈ ویلپمنٹ کا فنڈ یہ

لوگ بنا رہے ہیں یہ بھی صوبے دیں گے۔ اب وہ اسپیشل ڈویلپمنٹ ایریا کون سے ہوں گے ابھی تک justified نہیں ہیں۔ but we assume کہ شاید فاٹا KPK میں شامل ہو رہا ہے اُسکے لئے نکالنا چاہتے ہیں یا کسی اور علاقے کیلئے۔ تیسرا اور آخری سب سے بڑی جو cut لگانے جارہے ہیں۔ جام صاحب! آپ کی توجہ کیلئے، وہ یہ ہے کہ جی! بینظیر انکم سپورٹ پروگرام یعنی 2.2 فیصد اس پروگرام سے نکالا جائے گا صوبوں کے حصے کا اور وہ دے دیا جائے گا پھر فیڈرل کے شیئر میں یعنی وفاق کے حصے میں۔ اب اسمیں میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات بتا دوں جناب والا! جب آپ ان ساری چیزوں کو دیکھیں گے تو میں ایک حیران کن figures دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ اسلام میں تو یہ ہے کہ زکوٰۃ، مدد، تعاون اور کمک وہ آپ غربت کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ آپ اُن علاقوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں، ضرورت مند علاقوں کو جہاں لوگوں کی ضرورتیں زیادہ ہوں۔ اور بینظیر انکم سپورٹ پروگرام جب بنایا گیا تھا ایک قسم کا سوشل سیفٹی نیٹ تھا کہ اس کے اندر اُنکو لانا ہے کہ وہ بالکل بھوک سے مر رہے ہیں، غربت سے مر رہے ہیں، پیاس سے، اُن کو روزی روٹی نہیں مل رہی ہے۔ جب یہ بنایا گیا تو اُسکا ایک طریقہ کار یہ تھا کہ جی! اسکا criteria بنایا جائے گا۔ اور وہ criteria ہوگا غربت، پسماندگی، تعلیم کم ترقی یافتہ لوگ۔ لیکن جناب! آپ کو حیرت ہوگی 2014-15ء کا data میرے پاس ہے۔ 88.491 بلین میں سے بلوچستان کو صرف 3.7 فیصد یعنی 3 بلین سے بھی کم ملے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بلوچستان میں multidimensional poverty یعنی غربت کی شرح جس کا میں ہمیشہ ذکر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ شاید میرے کچھ دوستوں کو اُسکا علم نہ ہو اُنکو میں دکھا بھی دوں۔ اُس میں ہمارے وفاقی وزیر احسن اقبال صاحب اُس وقت تھے، multidimensional poverty Index 2016 میں announce ہوا۔ میں اُسکا page بھی پڑھ کر بتاتا ہوں تاکہ کل جب ہمارے دوست جائینگے اُنکو اپنا بلوچستان کا کیس لڑنے میں آسانی ہو۔ جناب والا! یہ multidimensional poverty Index ہے اس میں احسن اقبال کی تصویر اور اُنکے دستخط ہیں۔ اسکے صفحہ نمبر پر غربت کے بارے میں کہتے ہیں:

The broad pattern shows that among Pakistan Provinces multidimensional poverty is highest in Balochistan and lowest in Punjab .

یعنی جو غربت کی pattern ہے، اُس کا جو سلسلہ ہے اُس کو اگر دیکھا جائے تو بلوچستان میں غربت سب سے زیادہ ریکارڈ کی گئی ہے اور سب سے کم پنجاب میں۔

Where is considering the standards areas, there is no significant difference between the MPI levels of Sindh and KPK. اور سندھ تقریباً ایک برابر ہیں۔ ابھی اسکا ذکر میں کیوں کر رہا ہوں۔ بی آئی ایس پی، multidimensional poverty index جو آٹھواں این ایف سی جو ہوا تھا، محترم وزیر صاحب کی توجہ کیلئے۔ یہ جو آٹھواں این ایف سی announce ہوا تھا۔ اُس میں ایک بہت ہی چھوٹا حصہ انہوں نے backwardness اور poverty کے حوالے سے رکھا تھا۔ تو وہاں کیا ہوا۔ ہمارے سادھے لوگ اسلام آباد کے تیز بابو، انہوں نے کہا کہ یہ جو غربت ہے اس کو حساب کرنے کا پانچ چھ طریقہ کار ہیں۔ تو آتے ہیں غربت کو کیسے حساب کریں کہ جی! کونسا صوبہ غریب ہے۔ تو جناب والا! جب 2010ء میں یہ negotiations ہو رہی تھی۔ I was closely following۔ اُس وقت یہ کیا ہو رہا تھا۔ جناب والا! انہوں نے تین، چار criteria بنائے جو کہ poverty کے estimates ہوتے ہیں۔ جن کو غربت کے تخمینے کہتے ہیں۔ انہوں نے اٹھ کے بہت پرانے 1960ء اور 1970ء کے لاکے ادھر رکھ دیئے اتنے بڑے، کسی نے پڑھا بھی نہیں، کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ جو بھی آپ estimates بنائیں جو بھی criteria بنائیں ہمیں منظور ہوگا۔ جناب والا! آپ اندازہ لگائیں جب 2010ء میں backwardness اور poverty کے حوالے سے کافی لوگ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور ہم این ایف سی میں بلوچستان کے لئے غربت میں کچھ شیئر لائے ہیں۔ اُن کیلئے ذرا آنکھیں کھولنے والی بات ہے کہ اُس میں بلوچستان اور پنجاب میں غربت یکساں دکھائی دی گئی ہے۔ یہ 2010ء میں ہوا یہ 2016-17ء کی رپورٹ آپ کے سامنے ہے۔ اور اس رپورٹ کے صفحہ نمبر 16 پر جائیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جب آپ NFC میں جائینگے، آپ کے ساتھ آپ کا case ہوگا۔ آپ کے ساتھ بلوچستان کا آئینہ ہوگا۔ تو آپ وہاں کے لوگوں کو دکھا کے بلوچستان کیلئے فنڈز لاسکیں گے۔ 88 کروڑ سے 88 ہزار ارب بلوچستان میں آسکتے ہیں۔۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اسی صفحہ پر دوبارہ multidimensional poverty index table 3.4 ہے۔ اس میں جناب والا! پنجاب میں غربت 31.4 فیصد، سندھ میں 43 فیصد، KP میں 49.2 فیصد، بلوچستان میں 71.2 فیصد۔ ابھی جو recent آئی ہے یہ تو 2016ء کی ہے۔ 2017-18ء کی جو رپورٹ آئی ہے، اُس میں بلوچستان میں multidimensional poverty index پر پہنچ گیا ہے۔ اور یہ ہے جناب والا! آپ اُسکو دکھانے کیلئے جب جائینگے، اپنا case لڑیں

گے۔ اب تو غربت کا estimates آپ نے کہا کہ ہمارے سابق حکمرانوں کو، حکومتوں کو اور ہماری سیاسی اُس وقت کی جو بھی حکومتیں تھیں، آپ نے تو انکو اس طرح باہو بنا دیا، ماموں بنا دیا، اس دفعہ آپ نہیں بنا سکتے۔ اور اگر آپ لوگ بلوچستان کیلئے اچھا سائیز نہیں لائیں۔ یہ ہم واضح طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہم بحیثیت اپوزیشن، بحیثیت بلوچستان کے نمائندے، بحیثیت بلوچستان کے اس وقت کے جو ایک representative کے، ہم اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ ہم کسی عدالت میں جائیں ہم ہڑتال کریں احتجاج کریں۔ کیونکہ یہ فرض بنتا تھا اُس حکومت کا کہ وہ بلوچستان کا جو بھی جائز شیئر ہے اُس کو بڑے calculative طریقے سے، بڑے توانا طریقے سے، بڑے justify طریقے سے بلوچستان کے لئے لے آتی۔ اب یہ ہوا جناب والا! غربت کے حوالے سے جو پچھلا NFC تھا، اُس میں تین criteria انہوں نے رکھے تھے۔ ایک پاپولیشن تھا، آبادی 82 فیصد یعنی اس بنیاد پر اُس وقت جو horizontal distribution ہوئی ہے۔ ایک vertical ہے ایسے آتا ہے، کہ مرکز اپنے لئے رکھتا ہے صوبوں کو دیتا ہے صوبے اُن کو چار جگہوں پر تقسیم کرتے ہیں۔ اُس میں 82 فیصد آبادی کی بنیاد پر رکھا گیا ہے۔ poverty اور backwardness جس کا میں نے ذکر کیا اُس کو بھی گول مول کر کے پھرا اپنی طرف لے گئے۔ وہ 10 فیصد تھا۔ 5% Revenue collection generation تھا اُس میں ہم ویسے ہی zero ہیں۔ inverse population density جس کا ذکر ظہور صاحب نے ابھی کیا۔ یہ already اُس وقت حصہ تھا 2.7 فیصد، پچھلے 2010ء کے آٹھویں این ایف سی میں۔ اب ہماری خواہش یہ ہے کہ جناب والا! بلکہ ہماری strong suggestion ہے کہ اس دفعہ جب آپ جائینگے۔ این ایف سی کے حوالے سے، آپ کو کچھ اسلامک قوانین، کچھ دُنیا کے دوسرے best practices of مسلمہ قوانین۔ پاکستان کے جو تین constitutions ہیں، اُن کی تفصیل سے آپ کو جائزہ لینا پڑے گا۔ جو historical pattern ہیں، injustices کا، بے انصافیوں کا بلوچستان کے ساتھ اُسکو آپ کو دیکھنا پڑے گا۔ اور اُس کے بعد جناب والا! ایک نئی آپ ایک نئے criteria کا مطالبہ کریں گے۔ اور وہ نیا criteria بھی ہم آپ کو justify کر کے دیں گے۔ ہمیں ضرورت ہے، ہم سیکھتے رہتے ہیں۔ ہم کم علم لوگ ہیں ہماری خواہش ہوتی ہے کہ بہت سی چیزیں ہمیں نہیں معلوم ہم دوسروں سے سیکھتے جائیں۔ اگر آپ کے officials کے پاس کوئی اچھا statistics ہے۔ اور وہ مطمئن کر سکتے ہیں، تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو ہم حاضر ہیں آپ کے officials کو، سیکرٹریٹ کے اسٹاف کو presentation دینے کیلئے۔ جو پیسہ آئیگا وہ بلوچستان میں آئے گا وہ آپ کی ہماری جیبوں میں نہیں جائیگا۔ لہذا یہ ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم اپوزیشن کے

طور پر صرف گھروں میں بیٹھنے کیلئے، بیانات دینے کیلئے نہیں بیٹھے ہیں۔ بلوچستان کے آخری فرد کی خوشحالی تک ہم اپنی جدوجہد میں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ اگر اس جدوجہد میں سنجیدہ ہیں تو جناب والا! ایک criteria جو بنا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ حکومت این ایف سی کے حوالے سے، وہاں اگر پیش کرنا چاہتی ہے۔ تو اُس پر کوئی آٹھ سے دس نئے criteria ہیں۔ اور یہ جناب والا! اس وقت دُنیا کی تمام جو فیڈریشن ہیں۔ وفاق ہے، اُن میں یہ قائم ہے۔ انڈیا میں یہ قائم ہے انڈیا ایک وفاق ہے ہمارے ساتھ ایک ہی وقت آزاد ہوا اُس کی کافی ریاستیں ہیں۔ وہاں وسائل کی تقسیم کا جو طریقہ کار ہے یا فارمولہ ہے وہ ہماری طرح غیر منصفانہ نہیں۔ صرف آبادی کی بنیاد پر نہیں ہے۔ آپ کینیڈا میں جائیں آپ آسٹریلیا میں جائیں آپ جرمنی میں جائیں fiscal distribution کے جو mechanisms ہیں۔ آپ کے پاس دُنیا میں best practices ہیں۔ کیونکہ اُس کی ایک وجہ ہے۔ جناب اسپیکر! جو آبادی کی بنیاد پر ہمیں پیسے دیئے جاتے ہیں اگر یہ distribution of resources to the Population یا distribution of money کسی آبادی میں پیسے کی تقسیم کا ہوتا طریقہ کار تو یہ ٹھیک تھا کہ آپ وہاں سے پیسے لائیں۔ اس کو پھر ایک کروڑ بیس لاکھ میں تقسیم کریں۔ بیس بیس ہزار پچیس پچیس ہزار جس کو پڑتے ہیں اُس کی جیب میں دے دیں۔ آپ نہ سڑک بنائیں نہ سکول اور ہسپتال بنائیں۔ لیکن یہ جو پیسہ آتا ہے یہ ترقی کیلئے آتا ہے۔ اور ڈویلپمنٹ cost ایریا کے حوالے سے بڑھتا ہے۔ جب آپ کا ایریا بڑا ہوگا آپ کے لوگ تھوڑے سے دور رہتے ہوں گے تو آپ کی سڑکیں، تعلیم اور ساری چیزوں کا ڈویلپمنٹ cost بڑھتا ہے۔ اسی لئے ریاست ہمیشہ منصفانہ اصول پر قائم ہے۔ اب ایک چھوٹی سی مثال دوں۔ لوگ ہمیں اب الزام دیتے ہیں کہ جی! بلوچستان کی آبادی کم ہے رقبہ زیادہ ہے۔ 350 ملین ڈالر 2002ء کے بعد سے جو war on terror ہوا۔ باقی تو جو صوبے ہیں وہ نقصان میں گئے۔ بلوچستان سے جو بھی گاڑیاں گزرتی تھیں نی گاڑی نی ٹرالر پر ایک ہزار آٹھ سو ڈالر ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جس کی کل مالیت 350 ملین ڈالر ہے۔ یعنی 30 سے 32 ارب روپے بلوچستان کی صرف سڑکوں سے گزرنے والی ٹرالروں کی ہم نے لیئے۔ لیکن جب بلوچستان کی ترقی کی بات آتی ہے، کہتے ہیں کہ ہم آپ کو آبادی کی بنیاد پر دینگے۔ تو اُس وقت بھی میرے بھائی سڑکوں سے گزارنے کی بجائے، لوگوں کی سروں پر سے یہ گاڑیاں گزار لیتے۔ آپ کہیں اور سے نہیں لے جاسکتے تھے اس زمین نے، اس کی جغرافیہ نے، اس کے بارڈر نے۔ تو جناب والا! جو نیا criteria ہوگا۔ میں آپ کے توسط سے حکومتی اراکین، قائد ایوان اور منسٹر فنانس کو یہ بتانا چاہوں گا۔ جناب والا! آپ کو نئے criteria میں ایریا جسے رقبہ کہتے ہیں، اُسکے لئے آپ کو یہ

fight کرنا ہوگا کہ 20 فیصد سے کم اس ایریا کیلئے مختص نہ ہوں۔ جو resources distribution ہوگی اُس کیلئے 20 فیصد ایریا یا رقبے کیلئے مختص ہوں۔ natural resources endowment معدنی دولت، قدرتی وسائل، 70 سالوں سے بلوچستان کے قدرتی وسائل کی بدولت اُس کو ایک روپیہ بھی NFC میں نہیں دیا گیا۔ جو criteria ہوگا کیونکہ ابھی ریکوڈک کی بات ہوئی سینڈک کی کل ہم نے بات کی گیس کی بات کی۔ بولان میں کیرتھر میں تیل نکل آیا۔ ہر بوئی میں تیل نکل آیا۔ بلوچستان میں آنے والے پانچ چھ سالوں میں نئی ٹیکنالوجیز آرہی ہیں۔ بلوچستان کا natural resources base بہت بڑھ رہا ہے۔ تو بلوچستان کا کم از کم 20 فیصدہ natural resources یا natural resources endowment fund کے حوالے سے ہے، کل بیشک دوسرے صوبے پیدا کریں۔ جناب والا! آپ کو 15 سے 20 فیصد جناب اسپیکر! ایک ذمہ داری بھی ہے ہاؤس میں آرڈر بھی کرنا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی، جی آپ اپنی بات کریں۔ سی ایم صاحب مہربانی کر کے ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو ایک criteria multidimensional poverty index اس دفعہ آپ poverty اور backwardness کے اوپر یہ آپ کو ٹھکانیں گے۔ اسلام آباد آپ جائینگے، وہ کہیں گے ہم poverty اور backwardness کو ڈالیں گے۔ آپ کہیں کہ جناب والا! ہمیں poverty اور backwardness نہیں چاہئے۔ یہ آپ لوگوں کی تیار کردہ رپورٹ ہے۔ 2016ء کے اس پر آپ کے دستخط ہیں پلاننگ کمیشن کا ہے۔ UN کے ساتھ مل کے آپ نے multidimensional poverty index کی رپورٹ بنائی ہے۔ آپ اگر اس دفعہ poverty اور backwardness کیلئے 15 سے 20 فیصد رکھیں گے تو آپ نے جناب والا! یہ estimate جو poverty کے دیئے ہیں، اس پر جانا ہے۔ اپنی مرضی کے estimates آپ نے نہیں بنانے ہیں۔ اور یہ بنائیں گے اپنی مرضی کے estimate سے۔ یہ ایک سب سے بڑا چیلنج ہے جو آپ کے لئے ہے کہ multidimensional poverty index کو as a criteria NFC میں آپ نے introduce کروانا ہے۔ تیسری بات جناب والا! جو اس میں ایک criteria ہے۔ گزشتہ 70 سالوں سے آپ مجھے بتائیں، دُنیا کا وہ کونسا خطہ ہے۔ آج افغانستان کی اتنی پسماندگی، تباہی و بربادی

گوکہ geopolitically بڑا important region ہے۔ لیکن landlocked ایریا ہے پاکستان کے تمام صوبے landlocked ہیں۔ بلوچستان کو خُداوند تبارک و تعالیٰ نے 70 فیصد کوسٹ لائن سے نوازا ہے۔ آپ کو میرین ریسورس ڈویلپ کرنے میں آپ کو کوسٹ ڈویلپ کرنا ہے آپ کو گوادریٹ ڈویلپ کرنا ہے۔ تو میں اس دفعہ آپ کو یہ suggest کرتا ہوں سفارش کرتا ہوں کہ اس دفعہ NFC میں کوسٹ لائن، sea یا میرین ریسورسز کے حوالے سے آپ نے 5 سے 7 فیصد کا ایک criteria اُس میں include کرنا ہے۔ پانچواں جناب والا! جس طرح فاٹا کے لئے یا KPK کے لئے war on terror پر باقاعدہ وفاقی حکومت ایک especial grant دیتی ہے یا پیسے دیتے ہیں۔ بلوچستان پاکستان کا وہ صوبہ ہے جو تقریباً ڈھائی ہزار کلومیٹر بارڈر شیئر کرتا ہے افغانستان اور ایران کیساتھ اور انہی بارڈروں کی وجہ سے ہمارے پاس جو تارکین وطن آئے ہیں ان کا ہماری سماجی زندگی پر، ہماری صحت کے نظام پر، تعلیم کے نظام پر، کاروبار پر، ہماری معیشت پر، تمام چیزیں پر اس کا بڑا براہ راست اثر پڑا ہے۔ تو یہ گزشتہ تیس سالوں میں آپ نے انٹرنیشنل بارڈرز کو کبھی بھی as a criteria نہیں رکھا۔ میں آپ سے یہ سفارش کرتا ہوں کہ اس دفعہ این ایف سی میں اس کیلئے آپ justified reasons بھی چاہیے ہوں گی، میں آپ کو دوں گا۔ constitutions چاہیے، Laws چاہئیں، international instruments میں آپ کو دینے کیلئے تیار ہوں۔

But the international borders, sea, coast line and as to be the part of the new criteria. پانچ پرسنٹ revenue generation کا ڈال دیں۔ اب آخر میں بات آگئی آبادی کی۔ پہلے آبادی top پر ہوتی تھی اب آبادی کو یا پاپولیشن کو آخر میں لائیں۔ آپ بیس فیصد آبادی کیلئے رکھیں۔ اُس کی ایک وجہ ہے جناب والا! کم از کم آنے والے تیس سالوں تک آپ نے اب آبادی کی بنیاد پر فنڈز کی تقسیم نہیں کرنی ہے۔ کیونکہ بلوچستان کو constitution کا آرٹیکل 38 ہے۔ ”تمام علاقوں کی فلاح و بہبود کیلئے یکساں مواقع فراہم کرنا“۔ تو بلوچستان اُس وقت تک جب تک کہ بلوچستان دیگر صوبوں کے برابر نہیں آیا ہے اُس وقت تک آپ نے آبادی کو دوبارہ تیس فیصد سے اوپر نہیں لے جانا ہے۔ تو یہ آپ کی وکالت اور آپ کی ذہانت اور آپ کی استعداد ہوگی کہ آپ پاپولیشن کو آخر میں رکھیں، بیس پرسنٹ پاپولیشن کیلئے۔ اور اسکے علاوہ income-distance ایک criteria ہے جو انڈیا میں بھی قائم ہے کہ جس میں دیکھا جاتا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کی ذرائع آمدن اور اُن کی آمدن کی capacity، اُن کی جو صلاحیت ہے وہ کتنی ہے اور باقی دوسرے صوبوں کی کتنی ہے؟ اِس کو وہاں as a criteria شامل کیا گیا ہے۔

sustainable development نے پاکستان کو SDG's کے علاوہ، حکومت پاکستان نے sustainable development کے حوالے سے conventions پر دستخط کیے ہیں۔ SDG's کو as a criteria ڈالنا چاہیے۔ اور یہ intellectual debated اور accepted norms ہیں۔ آپ پر خدا نخواستہ کوئی الزام نہیں لگائے گا۔ اس کے علاوہ literacy rate ہے۔ employment ہے۔ اور clean drinking water ہے۔ health facilities ہیں۔ تمام معاملات کو جب آپ این ایف سی کے criteria میں ڈالیں گے پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ بلوچستان کیلئے ایک اچھا این ایف سی ایوارڈ لاسکیں گے۔ آپ کا بجٹ CDA سے کم از کم زیادہ ہوگا۔ جناب اسپیکر! یہ وہ معاملات ہیں جن کو اگر مد نظر رکھ کر موجودہ حکومت این ایف سی ایوارڈ کی تشکیل کیلئے جاتی ہے تو مجھے یہ یقین ہے ان کو کامیابی حاصل ہوگی ہماری دعائیں بھی اُنکے ساتھ ہیں۔ ہماری ساری معلومات، ہماری جتنی اُنکو مدد کی ضرورت ہے ہم اس معاملے میں اُنکو دینے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن ایک بات دوبارہ آپ سے کہنا چاہوں گا۔ مجھے یاد ہے بیس سالوں میں بلوچستان ٹیکنیکل ایکسپرٹ ایک ڈالتا رہا ہے اور باقی سارے لوگ سوتے رہے اُنکے خیال میں ایک ٹیکنیکل ایکسپرٹ جا کے ہمارا کیس لڑے گا۔ کبھی گل فراز ہوتے تھے، قیصر بنگالی صاحب ہوتے تھے۔ ابھی بھی کوئی دوست بھائی آئیں گے۔ well-versed in terms of knowledge in the subject وہ بڑے بڑے پڑھے لکھے ہوں گے۔ لیکن جو passion ہے، جو تکلیف ہے، جو درد ہے، جو عوام کی مصیبت اور مسائل اور مشکلات ہیں، بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر لانے کی ایک خواہش ہے۔ وہ ایک بیوروکریٹ میں جناب والا! ایک ٹیکنیکل ایکسپرٹ میں کم ہوگی، میں بھی ٹیکنیکل ایکسپرٹ رہا ہوں میں پانچ African ملکوں میں جا کے ٹیکنیکل expertise دی ہے۔ لیکن مجھے پتہ ہے میری commitment میری job تک ہوتی تھی۔ میں ایک مشورہ دے سکتا تھا میں لڑ نہیں سکتا تھا لڑنا ہاتھ پاؤں کی لڑائی نہیں ہے۔ علم کی دلیل کی منطق کی لڑائی وہ جناب والا! Policians ہی لڑ سکتے ہیں۔ اگر آپ well-equipped ہوں گے۔ بلوچستان کو محرومیوں سے نکالا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر آپ نے اس تاریخی مرحلے میں جو آنے والے پانچ سال تک بلوچستان کے وسائل کی منصفانہ تقسیم کا مرحلہ ہے۔ اگر اس میں آپ سے کوئی کوتاہی ہوئی تو جناب والا! یہ قوم اور ہم آپ کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ اور دوبارہ میں دہرا رہا ہوں کہ پاکستان کے کسی constitution میں آبادی ایک criteria نہیں ہے۔ لہذا براہ کرم جب آپ بیٹھیں گے، تو سب سے پہلے آپ کی جو منطق ہے جو دعویٰ ہے وہ اسی کی بنیاد پر ہو۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ۔ ثناء بلوچ صاحب! آپ نے اچھی باتیں کیں۔ ویسے آئین میں سیکشن یا سب سیکشن نہیں ہوتے، کلاز ہوتے ہیں لہذا ریکارڈ میں درستگی کی جائے۔ میں ممبر آف نیشنل اسمبلی، میڈم منورہ بلوچ کو یہاں اسپیکر بکس میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی اصغر خان اچکزئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! دنیا میں تین انگریزیاں ہیں، برطانوی، امریکن اور کینیڈین۔ constitution میں، امریکہ میں آرٹیکل سب آرٹیکل کہا جاتا ہے، برٹش میں سیکشن سب سیکشن کہا جاتا ہے اور کینیڈین کچھ دوسرے ملکوں میں کلاز اور سب کلاز کہا جاتا ہے۔ تو یہ سارے constitution کے clauses، اور languages ہیں۔ تینوں استعمال کرتا ہوں کبھی برٹش، کبھی یہ کیونکہ میں خود constitution لکھتا رہا ہوں۔ تو اُس میں سیکشن، سب سیکشن، افریقہ اور ویسٹ افریقہ میں جو Commonwealth Countries ہیں وہ سیکشن اور سب سیکشن استعمال کرتے ہیں۔ تو اُس کو ہو سکتا ہے کہ ہم پاکستان میں we use it Article میں خود بھی بولتا رہا ہوں آرٹیکل اور سب آرٹیکل۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ۔ آرٹیکل نہیں کلاز ہوتے ہیں، یہاں ہمارے آئین کی book میں ہیں۔ اچھا! صحیح، صحیح ہے۔

شکریہ۔ جی اصغر خان صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! آپ کی مہربانی۔ سب سے پہلے میں آج اس ایوان کے توسط سے اپنی پارٹی کی طرف سے بلوچستان کے nominated گورنر ریٹائرڈ جسٹس بلوچستان ہائی کورٹ، جناب امان اللہ خان یاسین زئی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس امید کیساتھ کہ وہ اس آئینی پوسٹ کو اس صوبے کے غریب عوام کے بہتر مفاد میں وفاق کیساتھ ایک اچھی کوآرڈینیشن کی صورت میں بروئے کار لائینگے۔ اور کل بھی سینڈک کے ایشو پر بات ہوئی تھی اس پر بات کرنا چاہ رہا تھا اور ٹائم کی کمی کی وجہ سے اس پر بات نہیں ہوئی، آج اس کو صرف ایک دو لفظ تک محدود کر کے اُس پر بھی آتا ہوں۔ یقیناً جس طرح کل بات ہوئی تھی یا آج این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے انتہائی اہمیت کے حامل ایشو ہے۔ اور یقیناً تاریخ اس طرح کے ایشو پر لکھی جاتی ہے۔ جس طرح کل کا ایشو تھا اور تقریباً ہم ممبر نے کھڑے ہو کے اپنی جھجکی حکومتوں کے متعلق ان کے فیصلوں سے

ناراضگی کا اظہار کیا۔

(اذان عصر۔ خاموشی)

تو جناب اسپیکر! یقیناً کل جس issue پر بات ہوئی تھی اور آج جس issue پر ہم بات کرنے جا رہے ہیں یہ اس طرح کے issues ہیں کہ جس پر تاریخ لکھی جاتی ہے۔ کل کے ہمارے اس معزز ایوان کے دوستوں نے جس طریقے سے بات کی اور تقریباً ایک حد تک ماضی کی حکومتوں سے گلے شکوے کا اظہار کیا۔ یقیناً جناب اسپیکر! اس میں ہمارے سابق حکمرانوں کی کوتاہیاں شامل ہیں۔ ایک عجیب و غریب صورتحال ہے جس گھر کے ہم مالک ہیں، جس کو ہم اپنا گھر سمجھتے ہیں اُس گھر کے جو ساحل ہیں، جو وسائل ہیں ان کے ایگریمنٹس میں ہم شامل نہیں ہیں۔ اور ہمیشہ سے ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں کہ ہمارے ان وسائل سے متعلق جن سے اس صوبے کی تقدیر بدل سکتی ہے جو اس خطے میں اس ملک کو ایک مقام دلا سکتے ہیں اس میں اس صوبے کے یاد دہرتی سے تعلق رکھنے والے نہ Public Representatives شامل ہیں اور نہ ہی اس صوبے کے مقدس ایوان کو اس طریقے کے ایگریمنٹس میں پوچھا جاتا ہے اور یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ اگر اس وقت اس خطے میں ہمارے اس ملک کی اہمیت ہے تو اس میں بلوچستان کی سرزمین کا ایک بہت اہم کردار ہے۔ ہمارے وسائل، ہمارے ساحل اگر اس ملک کی اہمیت سے نکال دیں تو شاید ہمیں کوئی پوچھنے تک بھی نہ آئیں۔ آج گوادری وجہ سے ہماری اہمیت سینڈک کی وجہ سے ہماری اہمیت ہمارے کونسلے کے ذخائر کی وجہ سے ہماری اہمیت اور ساتھ ہی ہمارے دوسرے وسائل تیل گیس کی وجہ سے ہماری جو اہمیت ہے یقیناً دنیا ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ لیکن یہ وسائل تب ہمارے کام آسکتے ہیں جب ہم اسکے مالک بن جائیں۔ آج گوادری کا چرچا تو ہے آج اس پر تو ہم بڑے خوش ہیں کہ ہمارے اس شہر کی وجہ سے ہمارے اس سمندر کی وجہ سے ہم دنیا میں ایک اہمیت کا مقام حاصل کریں گے۔ لیکن جس مقام میں یا کل کی جس ترقی میں ہمارا اپنا کوئی شیئر نہ ہو تو اس کی جو بھی ترقی ہو، وہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ تو یقیناً موجودہ حکومت جس کو بنے مہینہ ڈیڑھ ہو گیا ہے۔ ہمیں پہلا ہی قدم احتیاط سے اٹھانا ہوگا۔ پچھلے جو بھی ایگریمنٹس ہوئے ہیں ان کو revisit کرنا چاہیے اگر ان میں ہمارے مفادات کے برخلاف فیصلے ہوئے ہیں ہمارے مفادات سے مراد اس صوبے کے مفادات کے برخلاف فیصلے ہوئے ہیں تو یقیناً ہمیں revisit کرنا چاہیے۔ میں دو پچھلی حکومتوں یا ان کے بڑوں پر الزام لگانے کی بجائے اپنے آپ کو اپنی آج کی حکومت سے میری یہ ریکوریٹ ہے کہ کل کی تاریخ میں ہمیں ایک ایسا مقام حاصل کرنا چاہیے کہ کل کے آنے والے اس فلور پر اس اسمبلی ہمارے متعلق یہ نہ کہے کہ پچھلی حکومت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے اور یقیناً این ایف سی ایوارڈ کا ہمارے

ثناء صاحب نے تو سب کو ایک ہی لائن میں کھڑا کر کے سب سے گلے شکوے کیے لیکن 2010ء کے این ایف سی ایوارڈ کا کریڈٹ اس وقت کی حکومت کو دینا چاہیے۔ یعنی 2010ء سے پہلے اس ملک میں وسائل کی تقسیم فنڈز کی تقسیم کس بنیاد پر ہوا کرتی تھی اور 2010ء کے بعد کم از کم ایک امید سے تو ہمیں باندھا گیا اور میں اس وقت کی اس حکومت کے جس میں ہم بھی coalition تھے میں آج بھی کہتا ہوں کہ یہ کریڈٹ ہمیں اس وقت یہ کام کر کے دینا چاہیے۔ یہاں اس وقت 2010ء سے پہلے کی یہاں ہمارے معزز اراکین کی جو ترقیاتی مدد میں فنڈز ہو کر تے تھے۔ وہ بھی آپ اٹھا کے دیکھ لیں اور 2010ء کے بعد سے آج آپ اٹھا کے دیکھ لیں کہ ہمارے ایک ایک ایم پی اے کو کتنا فنڈ ملتا ہے تو یقیناً اس کے بعد ہمیں گلہ شکوہ کرنا چاہیے کچھلی حکومت سے۔ یقیناً اس میں کوئی دورائے ہے نہیں اس صوبے کے انتہائی جو اپنے آپ کو son of soil کہتے تھے جو اس دھرتی کے وارث اپنے آپ کو سمجھتے تھے یہ حق بننا تھا اور اس میں ہمارے وفاق کے اتحادی جمعیت علماء اسلام کے ساتھی بھی تھے۔ کہ میاں نواز شریف سے ضرور 2015ء میں جب یہ due تھا اس کا نیا اجرا کرنا چاہیے تھا اب اگر یہ 2018ء میں دوبارہ اس کا اجرا ہونے جا رہے ہیں تو یقیناً یہ کام صرف حکومت بلوچستان کا نہیں ہے آج بھی میں کہتا ہوں کہ ہماری وفاقی حکومت کے ساتھ یہ اپوزیشن اور حکومت کا مشترکہ کام ہے کیونکہ اس کا اجرا ہم نے وفاقی حکومت سے کرانا ہے۔ تو ہماری وفاقی حکومت کیساتھ ہماری بلوچستان نیشنل پارٹی مینگل کے ساتھ اتحادی ہیں۔ اس کے پریزیڈنٹ نیشنل ایکشن میں اس کے پرائم منسٹر ایکشن میں اس کے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر ایکشن میں اتحادی ہیں۔ یہ جنگ ہمیں مشترکہ طور پر لڑنی چاہیے۔ بیشک اس فلور پر ہمارے اتحادی اپوزیشن میں صحیح لیکن چونکہ یہ بات ہم نے یہ جنگ لڑنی ہے وفاق کیساتھ اور میں آپ کے نوٹس میں ایک اور بات لے آؤں۔ جناب اسپیکر! اس وقت جو revised پی ایس ڈی پی ہمارے سامنے فیڈرل کی آرہی ہے جو ظلم بلوچستان کیساتھ کیا گیا ہے یہ ساری کاپیاں میں دوستوں کو شیئر کرتا ہوں آپ اندازہ نہیں کر پاؤ گے کہ باوجود اس کے کہ موجودہ ہماری وفاقی حکومت کا نعرہ یہ ہے کہ ہم چھوٹے صوبوں کیساتھ انصاف کریں گے ہم ان کو ایک حد تک facilitate کریں گے لیکن اس وقت جو revised پی ایس ڈی پی ہمارے سامنے ہیں۔ دس پروجیکٹس۔ ڈیولپمنٹ آف سوئی ٹاؤن ہو، جی ڈی اے پیکیج ہو، improvement, widening of roads, N-50، زر خاکی۔ شیرانی ہیڈ کوارٹر 67 کلومیٹرز۔ اسی طرح improvement and widening of سپیرہ راندر روڈ۔ clearing and reconstruction of سریاب روڈ۔ of black-top road تفتان بازار ٹوکلی سردار عبدالرحیم ٹو ہوشاب تالاب ٹو ڈسٹرکٹ چانگی۔

facilities جو construction of fish-harbour invest-bay گوادرمح بوٹ بلڈنگ سی پیک سے ہے۔ کنسٹرکشن آف نادرن بائی پاس مع فینڈنگ جو 77 کلومیٹر ہے وہ بھی سی پیک سے ہے۔ اور نواں کلی کافلائی اوور۔ اس کو یکسر drop ہی کیا گیا ہے کل ہمارے پرائم منسٹر صاحب آرہے ہیں اور ان کی پارٹی بھی ہے۔ اور ساتھ ہی ہماری حکومت کیساتھ انکی ایک نشست ضرور ہوگی۔ اور ساتھ ہی تقریباً 15 سے 20 اس طرح کے پروجیکٹس ہیں جو revised پی ایس ڈی پی میں ان پر 50 فیصد سے بھی زیادہ cut لگائی گئی ہے۔ ایک طرف پورا پاکستان کہتا ہے کہ بلوچستان وسائل سے مالا مال ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس ملک میں سب سے زیادہ خوشحال زندگی بلوچستان کے لوگوں کی ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ وسائل ہمارے ہیں اہمیت اس خطے میں ہماری وجہ سے ہے اور دوسری بات جو ہمارے ثناء بھائی نے کی۔ یعنی war on terror کی وجہ سے جس پسماندگی کی طرف ہم گئے وہ ہم سب کے سامنے ہیں تو اس پر یہ صرف کام میرے خیال میں حکومت پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اگر یہاں سے جام صاحب ٹیم کے ساتھ جا کے وفاق کے ساتھ نیشنل فنانس ایوارڈ پر بات کرتے ہیں تو ہمارے ساتھ ہی ہمارے جو وفاق کے اتحادی ہیں انکو اس پر کم از کم وفاق کی طرف ایک کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہمیں ٹر خایا جا رہا ہے جناب اسپیکر! پچھلی حکومت میں آج ہم سب کے سامنے ہے۔ اس میں ہمارے اس وقت کے پرائم منسٹر نے ثوب میں ہماری سیاسی قیادت کو پیچھے لگا کے پوری قوم کو دھوکہ دیا۔ یعنی اس بلوچستان میں سوائے گوادرمح کے ایک روپیہ بھی سی پیک کے پیسے سے ہماری سر زمین پر خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ ہمارے احسن اقبال ادھر آ کے سب کو ٹر خا کے سب کو کتابوں اور اعداد و شمار پر لگا کے چلے جاتے تھے۔ یقیناً ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے جو قائد ایوان ہیں وہ ان چیزوں کو سمجھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ اس پر کہ کل ہمارے جو پرائم منسٹر صاحب آرہے ہیں انکے سامنے ہمیں یہ مقدمہ بھی رکھنا چاہیے کہ سی پیک کے حوالے سے خصوصاً KP اور بلوچستان کے حوالے سے ہمارے پرائم منسٹر کا ایک stand رہا ہے اس وقت جب یہ اپوزیشن میں تھے آج جب سب کچھ ہماری وفاقی حکومت کے ہاتھ میں آئے ہیں جو اس وقت اپوزیشن کے کردار کی بنیاد پر سی پیک کے ذریعے سے چھوٹے صوبوں کو نوازنے کی بات کرتے تھے کل ہمیں بحیثیت coalition partner ہماری تحریک انصاف کے دوستوں کو ہماری موجودہ حکومت کو ادھر سے بات کرنی چاہیے اور ہمارے سردار اختر جان مینگل بی این پی مینگل کے دوستوں کو وفاق کے اتحادی کی حیثیت سے ادھر بات کرنی چاہیے۔ کہ نئے این ایف سی ایوارڈ میں بلوچستان کی غربت بلوچستان کی پسماندگی war on terror میں بلوچستان کیساتھ جو کچھ ہوتا چلا آ رہا ہے یا پچھلی حکومتوں نے بلوچستان کے ساتھ وعدے وعید کر کے اسکی جو خلاف ورزی کی ہے ان کو مد نظر

رکھ کر کے ہمیں بلوچستان کو دینا چاہیے۔ اور اگر ہم یہ نہ کر پائے یقیناً اگر ہم باتوں میں لگے رہے۔ ابھی ہماری جو فیڈرل revised پی ایس ڈی پی ہے یعنی ہمیں کچھ بھی نہ دینے کے برابر ہے۔ جو ہمارے تھوڑے پراجیکٹس تھے وہ سارے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ یقیناً کچھ ایشوز اس طرح کے ہیں جو ہمیں بحیثیت بلوچستان کہ اس پر سوچنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ ہم حکومت میں ہیں لوگ اس بات پر بیٹھ کے انتظار کرتے رہے کہ ان کی کہاں سے، کونسی کمی ہوگی۔ جو کل ہم فلور پر اٹھالیں اور اگر ہم ادھر حکومت میں ہیں تو ہمارے ساتھی وفاقی حکومت میں ہیں۔ اگر وہ ادھر اپوزیشن میں ہیں تو ادھر حکومت میں ہیں۔ یہ جنگ ہماری مشترکہ ہے این ایف سی ایوارڈ ایک پارٹی یا ایک حکومت کا نہیں ہے۔ تو برائے مہربانی کم از کم اپنے قائد ایوان کے نوٹس میں یہ کا پی آپ کو ابھی میں دے دیتا ہوں۔ پورے ایوان کو کہ ہمارے فیڈرل پی ایس ڈی پی پر جو cut لگی ہے۔ جو ہماری اسکیمیں drop ہوئی ہیں۔ اس پر بات ہونی چاہیے جو ہماری on going اسکیمات ہیں جن پر fifty پرسنٹ cut لگائی گئی ہے۔ اس پر بات ہونی چاہیے اور نئے این ایف سی ایوارڈ میں جس طرح ثناء بھائی نے تین چار تجاویز دی تھیں ان کو مدنظر رکھ کر کے بات ہونی چاہیے۔ اور ساتھ ہی جو سب سے اہم پراجیکٹ ہے۔ جس پر پورے بلوچستان کا اتفاق ہے جس پر نہ کوئی اپوزیشن کی بنیاد پر بات کرتا ہے نہ ہی کوئی حکومت کی بنیاد پر۔ میں نے اسمبلی کے پہلے ہی سیشن میں یہ بات کی تھی کہ اگر ہم ایک سی پیک سے مستفید ہو جائیں تو ہمارے بلوچستان کے fifty پرسنٹ مسئلے حل ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ اچکڑنی صاحب! تھوڑی مختصر کریں تاکہ دیگر معزز اراکین کو اس اہم موضوع پر موقع ملے۔

جناب اصغر خان اچکڑنی:

آخری بات میری یہی ہے کہ این ایف سی ایوارڈ پر وفاق کے ساتھ اتحادی کی حیثیت سے ہمارے بی این پی (مینگل) کے دوستوں کو اور ادھر حکومت کی بنیاد پر ہمارے قائد ایوان اور ان کی ٹیم کو اس طرح fight کرنی چاہیے کہ کل کی اسمبلی میں کوئی ہمارے متعلق یہ آواز نہ اٹھائے کہ یہ کچھلی حکومت کی کوتاہی تھی۔ اور ساتھ ہی جو اسکیمیں ہماری drop ہوئی ہیں ان میں سے ایک انتہائی اہمیت کی حامل روڈ جو بلوچستان کو پنجاب سے ملاتی ہے درگئی، شبوزئی N-70۔ تو نسہ شریف۔ اسکے بعد پھر nine fifty five جو کہ 2017ء سے اس پر کام بھی جاری ہے اسکے لئے وفاق نے پہلے چار سو ملین مختص کئے تھے اب اس میں سے چالیس ملین صرف ریلیز ہوئے ہیں۔ تو اس طرح کی وہ اسکیمیں جو ہمارے صوبے کے یعنی ایک طرف سے اجتماعی اسکیمیں ہیں ان پر کل بات

ہونی چاہیے اور خاص طور پر سی پیک پر بات ہونی چاہیے۔ سننے میں آرہا ہے کہ سی پیک کو اسی طرح جاری رکھا جائیگا جو کچھلی حکومت نے جس طریقے سے ایگریمنٹ کیئے تو یہ ہمارا داویلا یہ ہماری چیخ و پکار یہ ہمارے کچھلی حکومت سے تحفظات تھے اور خاص کر پھر ایک ایسی حکومت جس کے اس حوالے سے اپنی بھی ایک جدوجہد ہے تو کل کے ہماری حکومت کو ہمارے پرائم منسٹر اور ان کی کیبنٹ کے سامنے یہ reservations رکھنی چاہئیں اسی پر یقیناً وہ مسئلے وہ چیزیں جو صوبے سے تعلق رکھتی ہوں۔ ہم سب کو مشترکہ طور پر ایک ساتھ کھڑے ہو کر نہ اپوزیشن اپنے آپ کو اپوزیشن سمجھے اور نہ حکومت اپنے آپ کو حکومت سمجھے جس سے پورا بلوچستان مستفید ہو سکتا ہو، بڑی مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ اچکزی صاحب، آپ لوگ مہربانی کر کے اپنی بات تھوڑی مختصر کریں تاکہ دیگر معزز اراکین کو بھی اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع ملے، جی نصر اللہ خان۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

thank you جناب اسپیکر۔ آج جو موضوع زیر بحث ہے، یقیناً جس طرح دوستوں نے کہا کہ آنے والا این ایف سی ایوارڈ اور ہمارے صوبے کا مالی بحران۔ جناب اسپیکر! مجھ سے پہلے میرے حکومتی دوستوں نے جس طرح اپنے خیالات کا اظہار کیا منسٹر صاحبان نے اور جس طرح انہوں نے تصویر کشی کی صوبے کے مالی بحران کے حوالے سے تو یقیناً ایک بہت alarming position ہے۔ اور جس طرح مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست نے کہا کہ وفاقی حکومت نے آتے ہی فیڈرل پی ایس ڈی پی میں revised پی ایس ڈی پی میں ہمارے صوبے کے بڑے اہم پراجیکٹس نکالے ہیں۔ تو یہ بات اور بھی ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی ہے کہ کس طرح ایک ایسی حکومت جو ابھی آئی ہو اس کے دو ماہ بھی نہیں گزرے ہیں انہوں نے اپنے پہلے ہی اجلاسوں میں ہمارے اس صوبے کے ساتھ ایک ایسا عمل کیا جس سے ہمارے بہت اہم پراجیکٹس پیچھے دھکیل دیئے گئے۔ جناب اسپیکر! آپ کے سامنے جو رواں پی ایس ڈی پی ہے اُس میں جو انکا فارمولہ انہوں نے بنایا ہے، آبادی کا 82 فیصد، غربت یا پسماندگی 10.03 فیصد، ریونیو پیدا کرنا پانچ فیصد، آبادی میں اضافہ 2.07 فیصد۔ جناب اسپیکر! اب سننے میں یہ آرہا ہے کہ جس طرح اس ملک میں الیکشن کرائے گئے، جن لوگوں کو لایا گیا، اُس میں سب سے بڑا اہم مقصد اُنکا یہ تھا کہ یہ جو نواں این ایف سی ایوارڈ due ہے۔ جس میں صوبے مطالبہ کریں گے کہ ہمارا حصہ آنے والے این ایف سی میں بڑھایا جائے۔ اُس حصے کو کم کرنے کیلئے یہ سب کچھ ڈرامہ رچایا گیا۔ اور

ہمیں خدشہ ہے۔ مجھ سے پہلے میرے ایک دوست نے کہا کہ وہ آنے والے این ایف سی میں اپنا فارمولہ تبدیل کرینگے۔ ہم تو یہ چاہ رہے تھے کہ فارمولہ آبادی کی بجائے رقبے کو لیا جائے۔ اسلئے کہ ہمارا صوبہ اس ملک کا آدھا حصہ ہے۔ آبادی کی بجائے فارمولہ غربت کو لیا جائے، پسماندگی کو لیا جائے۔ لیکن اب یہ خدشات ہیں کہ اب ہمارا حصہ جو پہلے سے تھا 9.09 فیصد۔ اب اس کو شاید کم کیا جا رہا ہے جناب اسپیکر یہ آئین کی violation ہے۔ جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ آپ 160 کلازیا جو بھی آپ کہیں واضح طور پر آئین میں درج ہے کہ آپ تھری الف میں لکھا ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ سابقہ ایوارڈ میں دیئے گئے حصے سے کم نہ ہوگا، یہ آئین میں ہے جناب اسپیکر! میں قائد ایوان سے عرض کرتا ہوں کہ جب آئین میں یہ درج ہے اور اس قسم کی سازشیں ہو رہی ہیں کہ ہمارے صوبے کا حصہ کم کیا جائے یا پھر آبادی کو دوبارہ first priority پر رکھا جائے تو یہ ہمارے لئے ناقابل قبول ہے۔ جناب اسپیکر! اب آپ دیکھ لیں کہ ہم سوئی کی گیس کس طرح وہ 1950ء میں وہ لوٹ رہے ہیں۔ کیا ہمیں یہ معلوم ہے کہ جب وہاں کنوئیں سے جو گیس نکل رہی ہے اُس کمیٹی میں اُس کمیشن میں ہمارے صوبے کا کوئی بندہ ہے کہ کس معیار کی گیس ہے، کتنی نکل رہی ہے، اُس کی کیا کوالٹی ہے؟ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ اسی طرح آپ سینڈ کو لے لیں۔ آپ کی دوسری جو مائنز تھیں، منرلز تھیں۔ اسی طرح زرغون غر سے جو گیس نکل رہی ہے کیا ہمیں پتہ ہے اس کی کوالٹی کا اس کی کوانٹی کا؟ اب آپ کا پورا علاقہ پورا آپ کا پشتون بیلٹ قدرتی نعمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ کا پورا توبہ اچکڑی وہاں جتنی بھی مائنز اینڈ منرلز ہیں وہاں گیس موجود ہے آپ کا پورا توبہ کا کڑی، کا کڑ خراسان تک آپ کا موسیٰ خیل یہ تمام وہ علاقے ہیں جو قدرتی نعمتوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اور میں آپ کو یہ بات بتاتا چلوں جناب اسپیکر! ایک دم یہ سازش کی گئی کہ جو وسطی پختونخوا ہے جو فنا کہا جاتا ہے اُس کو کیوں کر خیر پختونخوا میں شامل کیا گیا۔ ملین مگب فٹ وہاں گیس اور دوسرے نیچرل ریورسز ہیں اُن پر نظر پڑی ہوئی تھی اس لئے اس کو شامل کیا گیا تاکہ جس طرح اس صوبہ کے عوام کی جس طرح لوٹ مار جاری ہے گیس لوٹی جا رہی ہے پیٹرول لوٹا جا رہا ہے کونکہ لوٹا جا رہا ہے۔ آپ کی دیگر جو مائنز ہیں وہ قبائلی علاقے کی، فنا کی جو مائنز ہیں وہاں گیس ہے پیٹرول ہے پتہ نہیں وہاں کیا کیا ذخیرے ہیں، انکو لوٹنے کیلئے ابھی سے انہوں نے اپنا کام شروع کیا ہے۔ جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ اگر آپ نے رکھنی ہے تو سب سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ آپ رقبے کو لے لیں۔ جس طرح میرے دوست نے تجاویز دیں کہ ہمارا صوبہ رقبے کے لحاظ سے ملک کا آدھا حصہ ہے، forty three پرسنٹ اور اگر آپ سمندری علاقہ شامل کریں تو یہ پچاس فیصد تک بن جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومتی پیچرز جب جائینگے آنے والے این ایف

سی ایوارڈ میں بیٹھیں گے جس میں ہمارا ٹیکنیکل ممبر ہوگا ہمارا ہمارا فنانس منسٹر ہوگا۔ تو خدارا! آپ ایسی تیاری کریں تاکہ آنے والا این ایف سی ایوارڈ ہمارے صوبے کیلئے کچھ ہم لاسکیں۔ اب بھی این ایف سی ایوارڈ جو ہمیں دیا جا رہا ہے وہ بھی ہمیں ہمارا پورا شیئر نہیں دیا جا رہا ہے این ایف سی ایوارڈ میں طے ہوا کہ 9.09 ہمارا حصہ ہے اگر آپ صحیح اعداد و شمار نکالیں، وہ حصہ بھی ابھی اس وقت نہیں مل رہا ہے اس صوبے کو۔ جناب اسپیکر! تو پہلا یہ ہونا چاہیے کہ آپ رقبے کو لیں۔ پھر آپ غربت کو لینگے اس وقت ہمارا صوبہ تمام ملک اس کے تمام سٹرکٹس declare ہوئے ہیں کہ یہ غریب پسماندہ علاقے ہیں باقی صوبوں کے چار پانچ اضلاع ایسے ہیں کہ وہ declare ہوئے ہیں کہ یہ پسماندہ اور غربت کے اضلاع ہیں لیکن ہمارا تمام صوبہ غربت کے حوالے سے declare ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ غربت کے لحاظ سے ہمیں مزید فنڈز دیئے جانے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

اپنی بات تھوڑی مختصر کر دیں تاکہ دیگر اراکین کو موقع ملے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

میں تو شاید پانچ منٹ نہیں بولا ہوں۔ جناب اسپیکر! دوسری وہ ہے کہ پسماندگی کو، اگر آپ این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں پیسہ مزید نہیں دینگے یہ اتنی پھیلی ہوئی آبادی ہے۔ پانچ گھر ایک ساتھ ہیں دس گھر پھر دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں۔ ان دس گھروں کے لئے آپ کو روڈ بھی پہنچانی ہے آپ کو وہاں صاف پانی بھی پہنچانا ہے۔ انکے لئے آپ نے اسکول بھی بنانا ہے ہسپتال بھی بنانا ہے۔ تو اتنی دُور دُور جا کر کے۔ یہ آپ کو مزید وہاں پیسوں کی ضرورت ہے۔ جناب اسپیکر! میں نے اُس دن بھی ذکر کیا کہ اس وقت ہمارے صوبے میں جو ایسی زمین جو قابل کاشت ہو سکتی ہے، جس پر ہم آسمیں کچھ بوسکتے ہیں وہ کم از کم 2 کروڑ 80 لاکھ ایکڑ زمین ہے۔ اور جو اب زیر کاشت ہمارے پاس ہیں آپ کا انڈس کمانڈ ایریا آسمیں شامل ہوگا۔ آپ کا پورا نصیر آباد ڈویژن وہ سب ملا کر کے آج 25 لاکھ ایکڑ زمین زیر کاشت نہیں ہیں۔ تو کم از کم 2 کروڑ 30 لاکھ ایکڑ زمین ہمارے پاس بنجر بڑی ہوئی ہیں۔ اب نئے این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں کم از کم واٹر پالیسی کے تحت تاکہ ہم یہاں ڈیم بنا سکیں۔ ہم یہاں جنگلات لگا سکیں تاکہ اگر بارشیں ہوں تو پھر اس میں اسٹوریج ڈیم، چیک ڈیم اور ڈیلے ایکشن ڈیم ہو۔ trenches آپ بنا لیں بہت سارے آسمیں ہمارے جو لوکل ہیں ہم اسے اُگا سکتے ہیں۔ اور اس سے شاید بارشیں بھی ہوں تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ نئے آنے والے این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں واٹر پالیسی کے تحت زیادہ پیسے ملنے چاہئیں تاکہ ہم اپنی ضروریات پوری کر سکیں۔ جناب اسپیکر! ابھی

آپ دیکھ رہے ہیں کہ معدنیات ہم نکال رہے ہیں۔ میں کونسل کی بات کروں گا ابھی تک انگریزوں نے 1886ء میں سبی سے ہرنائی ریلوے پٹری بچھائی تھی۔ پہلا بولان کی اس وقت جو ریلوے لائن ہے، اس کا وجود نہیں تھا۔ پہلی جو انگریز نے بچھائی تھی سبی سے ہرنائی تک۔ اس لیے کہ انگریز ہرنائی سے کونسل لے جانا چاہ رہا تھا۔ اب یہ صورتحال ہے کہ آپ کے جتنے بھی کونسل کی کان ہیں وہاں کوئی جدید کونسل نکالنے کا معدنیات نکالنے کا وہاں کوئی سسٹم نہیں ہے آئے دن حادثات ہوتے ہیں۔ ایسے حادثات کہ اگر آپ مائنز اینڈ منرلز ڈیپارٹمنٹ والے یہاں موجود ہوتے کہ وہ ہمیں figures دیتے کہ گزشتہ 20 سالوں میں کتنے حادثات ہوئے ہیں کتنے غریب ولا چار لوگ مرے ہیں تو کم از کم ہمارے اس جدید دور میں ہم اپنے coals کو نکالنے کے لیے مزدوروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایسے جدید طریقے اختیار کریں اسکے لیے بھی ہمیں این ایف سی ایوارڈ میں اس کے لئے الگ فنڈز دے دیں۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم مسلسل متاثر ہو رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا اور ہمارا یہ خطہ، یہ گزشتہ 40 سالوں سے war-on-terror تھے۔ ہمارے بہت سارے اس دہشتگردی کی وجہ سے IDPs بنے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم آنے والے این ایف سی ایوارڈ میں جو علاقے دہشتگردی سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان علاقوں کے لیے خصوصی پیکیج یا این ایف سی ایوارڈ میں خصوصی طور پر انکے لیے پیسے رکھے جائیں۔ جناب اسپیکر! ابھی آپ گیس کا لے لیں۔ جب ماضی کی حکومتیں تھیں اُس نے کوشش کر کر کے اپنے بقایا جات، کم از کم ہمارے بقایا جات آج سے 5 سال پہلے جو صحیح figure تھا 650 ارب روپے ہمارا مرکز مقروض ہے۔ لیکن انہوں نے ہمیں 120 ارب روپے کا کہا گیا کہ ہم آپ کو دیں گے اور ہر سال 10 ارب روپے دیں گے۔ اب شاید 6 سال ہو گئے ہیں آنے والے 6 سالوں میں وہ ہمیں 10 ارب روپے الگ طور پر دیں گے۔ اس کے بعد ہمارا یہ حصہ بھی ختم ہو جائیگا۔ جب یہ ختم ہوگا تو آنے والے وقتوں میں ہم مزید مالی بحران کا شکار ہو جائیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو آنے والا این ایف سی ایوارڈ ہوگا وہ ٹیسٹ کیس ہوگا اس صوبائی حکومت کے لیے۔ اس صوبائی حکومت کے لیے ایک ایسا ٹیسٹ کیس ہوگا کہ کیا وہ اس این ایف سی ایوارڈ میں جو ہمارا due share ہے اس وقت اس میں اضافہ کریں گے۔ کیا constitution کی خلاف ورزی وہ کریں گے؟ اگر انہوں نے کمی کی تو میں نے آپ کو وہ کلاز بھی پڑھ کر سنایا کہ کسی بھی آنے والے ایوارڈ میں کمی نہیں کی جائیگی اس کو آگے بڑھایا جائے گا۔ تو پھر ہم جا کر کے جب این ایف سی ایوارڈ تقسیم ہوگا محصولات تقسیم ہوں گے سب کچھ پھر ہم کہیں گے کہ حکومت نے جا کر کے وہاں ہمارے عوام کا صحیح کیس لڑا ہے۔ تو یقیناً اس میں کل پرائم منسٹر صاحب آ رہے ہیں ان کے سامنے اٹھائیں گے جو خاص

currently جو میرے دوست نے کہا کہ جتنے بھی دس، پندرہ بڑے بڑے پروڈیکٹس ہیں، جن میں سے ایک پروڈیکٹ کا آپ کے حلقے سے تعلق ہے جو موسیٰ خیل سے جا کر کے تونسہ پنجاب کو touch کرتا ہے۔ یہ بڑی اہم شاہراہ ہے، اسکو drop کیا ہے باقی بہت سارے پروڈیکٹ انہوں نے drop کیے ہیں تو یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ بجائے اسکے کہ ہم صوبوں کو سہولیات دیں۔ اس سے پہلے بھی ہم اس بارے میں چلا تے رہے اس میں وہ مزے اڑائیں تو یہ ہمارے لیے ناقابل قبول ہونگے۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ نصر اللہ خان آپ نے اچھی باتیں کیں۔ یہ یقیناً ایک اہم روڈ ہے ہمارے لیے پورے بلوچستان کے لیے جو موسیٰ خیل سے گزر کر پنجاب کو touch کرتی ہے۔ جی سردار یار محمد رند صاحب۔

سردار یار محمد رند:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! معزز قائد ایوان دیگر اراکین السلام وعلیکم! آج جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے، وہ بلوچستان کے لیے انتہائی اہم ہے کہ بلوچستان جس مالی مسائل اور جس پسماندگی سے گزر رہا ہے، اُس میں آج پھر این ایف سی ایوارڈ کے اندر جو ہمیں اسکیمیں highlight کی گئی ہیں، میں دوبارہ انکو نہیں دہرانا چاہتا۔ میرے دوستوں نے انکو already بتادیئے ہیں۔ انکا drop کیا جانا بلوچستان کے لیے کوئی خوش آئند خبر نہیں ہے۔ کیونکہ مرکز میں اس وقت پی ٹی آئی کی حکومت ہے۔ اور ہم اسکے نمائندوں کی حیثیت سے بلوچستان میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے جن دوستوں نے این ایف سی ایوارڈ کی بات کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے دور حکومت میں بلوچستان کو اسکا due share ملا۔ این ایف سی ایوارڈ ملا۔ میرے خیال میں یہ بلوچستان کے لئے بہت بڑی خوش خبری تھی اور بلوچستان کے لوگوں نے یہ اُمید اس سے واسطہ کی تھی کہ اب جو این ایف سی ایوارڈ میں ہمیں share ملے گا اُس share کے حوالے سے، اُس حصے کے حوالے سے، بلوچستان کے ان پروڈیکٹس کو یا ان مسائل کو ایڈریس کیا جائیگا۔ اور شاید آنے والے وقت میں بلوچستان میں خوشحالی آئے گی۔ میں بالکل آپ سے متفق ہوں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ پر میں یہ گستاخی ضرور کروں گا کہ جس دور کے بعد، 2010ء کے بعد یہاں جو جو حکومتیں رہی ہیں اور جو این ایف سی ایوارڈ سے مستفید ہوئیں۔ کیونکہ اس این ایف سی ایوارڈ کے لیے بلوچستان کے عوام نے، ہمارے بزرگ سیاستدانوں نے، ہمارے نوجوانوں نے جیلیں کاٹی تھیں۔ اپنے گھروں

سے، اپنے علاقوں سے بہت دُور اُنکو جیلوں میں رکھا گیا۔ اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ قصوری صاحب کا ایک حوالہ دے رہے تھے کہ جب لاہور میں بلوچستان کے لوگوں کو گرفتار کر کے لے جایا جاتا تھا۔ تو وہ اُن کے مفت میں کیس بھی لڑتے تھے۔ آخر میں اُنکے پاس کرایہ نہیں ہوتا تھا تو وہ ٹرین میں 500 روپیہ دے کر اُنکو ٹرین میں بھی بٹھا دیتے تھے۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ بلوچستان کی خوش نصیبی تو نہیں۔ ہماری بد نصیبی تھی کہ اُس محنت کا صلح، اُن جیلوں کی تکلیفیں، لوگوں کی قربانیاں ہیں۔ اور یہاں تک کہ انہوں نے بھی بلوچستان کے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے اپنی زندگی کی قربانیاں دی ہیں۔ مگر جب اس ایوارڈ سے بلوچستان کو نوازا گیا۔ تو اُن لوگوں کو ملا جن کا اس جدوجہد میں، اس struggle میں کوئی حصہ نہیں تھا۔ اُس وقت کی حکومتوں نے، اُس وقت کے ایوانِ اقتدار میں بیٹھنے والوں نے جس بیدردی سے اس این ایف سی ایوارڈ سے ملنے والے پیسوں سے مستفید ہوئے۔ اور اسکو لوٹا۔ میرے خیال میں ہمارے اُن بھائیوں کی روحیں قبروں میں تڑپ رہی ہوں گی کہ محنت کس نے کی، قربانیاں کس نے دیں اور اُسکے مزے کون اُٹ رہے ہیں۔ میں یقینی طور پر اپنے دوستوں سے گزارش کرونگا کہ آپ یہ یقین کریں کہ اگر ہم اقتدار کی پارٹی ہیں، رُولنگ پارٹی ہیں۔ مگر جب آپ بلوچستان کی بات کریں گے۔ بلوچستان کے حقوق کی بات کریں گے۔ این ایف سی ایوارڈ کی بات کریں گے۔ بلوچستان کے rights کی بات کریں گے۔ ہم آپکے شانہ بشانہ ہوں گے۔ کیونکہ ہم بلوچستان کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ایک جماعت سے منتخب نمائندے ہیں۔ ہم نے اپنی جماعت کا انتخاب اس لیے کیا تھا کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو پہلی دفعہ اقتدار میں جا رہی ہے یا اسکو عوام کی ایک بہت بڑے لوگوں کی اس ملک میں تائید حاصل تھی۔ یا تائید مل رہی تھی support مل رہی تھی۔ ہم اسی اُمید پر اُس کے ساتھ گئے تھے کہ وہ اقتدار میں آکر چھوٹے صوبوں کے، اُنکے مسائل، اُنکے issues اور اُنکی تکلیف کو محسوس کریں گے۔ اور ہم سے commitment کی گئی تھی کہ انشاء اللہ ہم جب اقتدار میں آئیں گے تو پی ٹی آئی ہر طبقہ کے خواہ وہ غریب، خواہ وہ بھوکا، خواہ وہ بیروزگار، بلوچستان میں ہوں یا پنجاب میں ہوں یا سندھ اور کے پی کے میں ہوں۔ ہم اسکو اُس کا حق دینگے۔ این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے آپ نے جس constitution کی بات کی۔ ہم بھی آپکے ساتھ ہیں۔ مگر بد قسمتی یہ ہے اس ملک کی کہ پچھلی دو حکومتوں نے جس طرح سے اس ملک کے وسائل کو بے دریغ استعمال کیا۔ اور جس طرح انہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں 32 ارب ڈالر۔ ابھی میں، calculation تو میری اتنی اچھی نہیں ہے۔ مگر میں ابھی calculate کر رہا تھا ایک سو چوبیس روپے فی ڈالر کے حساب سے۔ تو 3 ہزار 9 سو 68 ارب روپے بنتے ہیں۔ کہ ہماری پچھلی حکومت نے صرف پانچ سال میں قرضہ لیا ہے۔ میں

سب سے پہلے اس ایوان کے اندر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اور لیڈر آف دی ہاؤس سے کہ اگر ہم 1947ء سے 58ء سے احتساب نہیں کر سکتے حساب نہیں مانگ سکتے۔ تو کم از کم 2010ء سے تو خُدارا اس کا حساب کیا جائے۔ وہ پیسے کہاں گئے کدھر گئے۔ کیا یہ پیسے بلوچستان کے عوام کو ملے؟ یا یہ پیسے ساؤتھ افریقہ، مالٹا، ملائیشیا یا مڈل ایسٹ میں گئے؟ اس کا اب فیصلہ ہونا چاہیے۔ اسپیکر صاحب! میں آپ کے تھرو اس ہاؤس سے یہ request کرتا ہوں کہ ہم ہر چھوٹی چیز کے لیے ایک قرارداد پاس کرتے ہیں اب تو بلوچستان اسمبلی نے اتنی قراردادیں پاس کر چکی ہیں جتنی کونٹریوٹ میونسپل کارپوریشن نے بھی شاید اتنی قراردادیں پاس نہیں کی ہیں۔ قرارداد جب پیش کی جاتی ہے وہ کوئی بہت ہی اہم مسئلہ ہونا چاہیے۔ اُسکو ہاؤس میں ڈسکس کرنا چاہیے۔ اور پھر اُسکو پاس ہونا چاہیے۔ اور پھر صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہو کہ اُسکو implement کروانے کیلئے مرکز سے اپنا پورا زور لگانا چاہیے۔ میری یہ خواہش ہے ابھی نہیں سہی آگے چل کر اس پراسپیکٹل ایک سیشن کال کرنا چاہیے۔ اور اس پر باقاعدہ بحث ہونی چاہیے اور ہر حلقے اور ہر ڈسٹرکٹ کی ہونی چاہیے۔ میں ایسی جگہوں کو بھی جانتا ہوں جہاں پورے گاؤں میں پانچ گھر ہیں اُس میں تین کمیونٹی سنٹرز ہیں یہ سارے ایک چار دیواری کے اندر ہیں۔ یہ پیسہ بلوچستان کے لوگوں کا ہے بلوچستان کے اُن لوگوں کا جنہوں نے یہاں اپنی پوری زندگی دی ہے۔ قحط سالی ہو یا حالات کا خراب ہونا ہوں۔ اُنہوں نے اس دھرتی کو نہیں چھوڑا اس سرزمین کو نہیں چھوڑا۔ اُنکے ساتھ استحصال نہیں ہونا چاہیے۔ کاش! ہمارے جو اتحادی ابھی بیٹھے ہوئے ہیں میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ اگر وہ اُنکا ہاتھ پکڑ کر اپنے اتحادیوں کو یہ نہ کہتے کہ خُدارا 32 ارب روپے پانچ سالوں میں مت لو۔ کیونکہ ان پیسوں کو ہمارے بچوں نے اُتارنا ہے۔ اب پاکستان کا ایک بچہ جب پیدا ہوتا ہے ایک لاکھ تیس ہزار کا قرضہ ہی پیدا ہوتا ہے ہمارا ہر بچہ ایک لاکھ تیس ہزار کا مقروض ہے۔ میرے بچوں کیلئے اگر کہیں کہ یہ پیسے جمع کراؤ میں تو کراؤ نگا۔ ایک بھوکا، ننگا بلوچستانی کیسے اپنے اس قرضے کو اُتارے گا؟ یا ایک پاکستانی کس طرح اُتاریگا۔ اب آپ کے اس ملک کے اندر یہ صورتحال ہو چکی ہے کہ دُنیا سے کہیں بھی آپکو قرض ملنے کے امکانات بہت کم ہو چکے ہیں۔ آپکے وسائل پہلے قرض پر چلائے گئے تھے۔ معذرت سے بلوچستان کے سارے لوگ واقف ہیں۔ پہلے یہ وباء ہمارے پختون بھائیوں کے پاس تھی اب اُس سے دو گنا ہمارے پاس ہے، وہ ہے سود خوروں کی۔ پہلے سود خور آتا ہے آپکو پانچ لاکھ روپے قرضہ دیتا ہے۔ (مداخلت۔ شور) بالکل ٹھیک ہے۔ میں اُس سے agree کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپکے علاقوں میں یہ ایک وباء پھیلی تھی اب وہ وباء ہماری طرف آئی۔ میں نے کسی اور sense میں نہیں کہا ہم دونوں طرف سے۔ اب وہ سود خور پہلے آپ کو قرضہ

دیتا ہے پھر آپکو ٹائم دیتا ہے یا! ایک سال میں یہ پانچ لاکھ کوڈ بل کر کے دس لاکھ آپ سے لوں گا۔ جب ایک سال پورا ہو جاتا ہے تو آپ اُسکو پیسے جب نہیں دیتے تو وہ دس لاکھ پر اور دس لاکھ روپے سو دگتا ہے۔ ایک دن ایسا ہوتا ہے کہ آپ کا گھر اور آپکا کاروبار سو دن خور کے حوالے ہوتا ہے۔ اور آپ باہر فٹ پاتھ پر بیٹھ کر بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں۔ یہی کچھ ہمارے پاکستان کے ساتھ ہوا۔ ہم نے عیاشیاں تو ضرور کی ہیں ہم نے اربوں روپے تو ضرور لگائے۔ روڈ بھی بنائے موٹروے بھی بنی اور بیچ ٹرینیں بھی بنیں مگر اب اُس کا سو دن کون دیگا؟ تو یہ مسائل ہیں اس وقت صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کیلئے بھی۔ مگر میں آپکو یہ یقین دلاتا ہوں کل پرائم منسٹر صاحب آئیں گے۔ آپ کی opinion آپکے جذبات اور آپکے بلوچستان کے بارے میں جو تحفظات ہیں۔ انشاء اللہ ہم ضرور convey کریں گے۔ بی این پی (مینگل) جو ہمارا اس وقت اتحادی ہے۔ BAP ہمارا اتحادی ہے۔ ہم بھی اُنکی اس حکومت سازی میں اُنکے ساتھ ہیں۔ ہم ملکر کوشش کریں گے کہ بلوچستان کے جو مسائل ہیں اُنکو زیادہ سے زیادہ جو اس وقت پاکستان کے وسائل ہیں sorry اُس میں بلوچستان کو زیادہ سے زیادہ شیئر دینے جائیں۔ اور جن اسکیموں کا آپ نے ذکر کیا بہت اہم اسکیمیں ہیں۔ ہمارے علاقے کے بہت سارے میں نے روڈز دیکھے ہیں۔ شیرانی روڈ ہے۔ موئی خیل روڈ ہے۔ یہ ایسے روڈ ہیں جو لائف لائن ہیں۔ انکو ہر صورت میں ہونی چاہیے۔ اور ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم آپ اس سوچ۔ اور آپکے جو اس وقت بلوچستان کے بارے میں خیالات ہیں۔ انشاء اللہ ہم پرائم منسٹر کو بھی پہنچائیں گے حکومت کو بھی پہنچائیں گے اور کوشش کریں گے جام صاحب کے ساتھ ملکر ان مسئلوں کو حل کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ سردار صاحب۔ ملک سکندر خان ایڈووکیٹ۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں ایک دفعہ پھر۔ پہلے جو میں نے گزارش کی تھی وہ دہراؤں گا کہ اسمبلی کا اجلاس اپنے عین وقت پر ہونا چاہیے۔ یہ ہمیں وقت کا پابند بھی بنایا اور ہمارے جو مسائل ہیں وہ ٹائم پر سُننے بھی جائیں گے۔ اور ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ ٹائم پر ہم بیان بھی کر سکیں گے۔ دوسری میری گزارش ہوگی کہ ہمارے معزز اراکین یہ اپنے آپکو confine کریں issues سے متعلق۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارے issues آسانی سے نمٹائے جاسکیں گے۔ جہاں تک آج کے issue کا تعلق ہے جناب اسپیکر! پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے جسکا مفہوم ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیوٹوں

پر ہوتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس بات کو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری حکومت اور فیڈرل گورنمنٹ تقریباً ایک ہی پارٹی کی ہے۔ اس لیے ہماری ٹریڈری پیچرز کی کئی مجبوریاں ہوں گی۔ اس سلسلے میں انکوٹھوس بات کر سکیں اور ظاہر ہے کہ وہ اپنی فیڈرل گورنمنٹ کا بھی خیال رکھیں گے۔ یہ ایک فطری عمل ہے لیکن بات یہ ہے کہ اگر حقوق کی بات ہے تو حقوق کیلئے اپنی بات کو دلیل کے ساتھ رکھنا یہ انتہائی جناب اسپیکر! ضروری ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے شاید اس معزز ایوان میں ایسے حضرات ہوں۔ 92ء میں ہمارے ہاں ایک بات چلی تھی کہ ہم نے فیڈریشن سے اپنے حقوق کیلئے، اُسوقت کے جو 43 ممبر تھے، ہم سب نے جانا ہے اور وہاں وفاق میں اپنا سروس کوٹہ یا اپنے حقوق کیلئے ایک ہی بات کرنی ہے اپوزیشن اور ٹریڈری پیچرز دونوں۔ ہم اسلام آباد گئے۔ بہر کیف ہم میاں تو وہ unity unfortunately نہیں ہو سکیں۔ اُن دنوں افضل خان صاحب چیف منسٹر خیبر پختون خواہ تھے اور مسلم لیگ سے اُنکا تعلق تھا اور نواز شریف صاحب اُنکے پرائم منسٹر تھے۔ ہمارا ڈیرہ بلوچستان ہاؤس میں تھا اور وہ خیبر ہاؤس میں تھے۔ یہ جو حقوق کا مطالبہ وہ لیکر آئے اُنکے ساتھ اُنکی اپوزیشن بھی تھی، اے این پی اور جماعت اسلامی کے لوگ بھی ساتھ تھے، وہ ہاں ڈٹے رہے۔ حالانکہ پرائم منسٹر نے اُنکو بلا یا بھی ”کہ تم آؤ ہمارے ساتھ“۔ اُنہوں نے کہا ”نہیں ہمارے مطالبات ہیں ہم خیبر ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ ہمارے مطالبات خیبر پختونخواہ کے مطالبات ہیں۔ اگر یہ حل ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ہم نہیں آئیے گے“۔ تو اگر ایسی نوبت کسی ٹائم پہنچتی ہے تو ہم وہ unity قائم رکھ سکتے ہیں پھر تو ہماری بات کسی حد تک پہنچ سکتی ہے۔ بہر کیف یہ جو این ایف سی ایوارڈ ہے جس طرح ساتھیوں نے سب نے رقبے کی بنیاد پر بات کی۔ logically بھی رقبے پر ہی ترقی ہوتی ہے۔ ہمارے ایک ضلع سے دوسرے ضلع تک distance سینکڑوں کلومیٹرز میں ہوتا ہے۔ اب اگر وہ کمیونیکیشن نہ ہو تو ہم کیسے اُس ضلع کو ترقی دے سکتے ہیں؟ جب تک کمیونیکیشن یا basic needs ہمارا یا وائز انہیں provide نہیں کرتے ہم تو پھر پسماندہ ہی رہیں گے۔ ہمارا Constitution Article 38 ہمیں یہ حق دیتا ہے اور ہم 50 فیصد این ایف سی ایوارڈ کی ڈیمانڈ اسی آرٹیکل کے تحت کریں گے۔ Article 38 میں جناب اسپیکر! یہ ہے:

i(a) The State shall secure the well-being of the people,

irrespective of sex, cast, creed or race, by raising their standard of living, by preventing the connections of wealth and means of production and distribution of the hands of a few to the detriment of general interest and by ensuring equitable adjustment of rights

between employers and employees, and landlords and tenants;

(b) Provide for all citizens, within the available resources of the country, facilities for work and adequate livelihood with reasonable rest and leisure;

یہ constitution کی ڈیمانڈ ہے اور اس ڈیمانڈ کو اگر ہم رکھیں تو ہمارا standard of living اور اسلام آباد کا standard of living ہمارا standard of living، لاہور کا standard of living اور even پشاور کا standard of living یہ کیسے رہے گا؟ اور پھر جناب اسپیکر! دوسرے صوبوں کے تمام چھوٹے شہروں میں وہ تمام facilities available ہیں جو ان کے capitals میں ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں گوادر سے بھی بیمار کو کوئٹہ لایا جاتا ہے، ثوب اور موسیٰ خیل سے بھی بیمار کو کوئٹہ لایا جاتا ہے۔ اب یہ constitution یہ کہتا ہے کہ لوگوں کی فلاح کیلئے یہ State کی ذمہ داری ہے۔ تو اگر ہم اس پوائنٹ پر ڈیمانڈ کریں اور ہم نے لوگوں کو polish نہیں کرنا ہے۔ ہم نے areas کو develop کرنا ہے۔ اگر دوسرے صوبوں میں 15 اور 20 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک ضلع کی حدود ختم ہوتی ہیں اور دوسرے کی شروع ہوتی ہیں۔ اور ہمارے ہاں سینکڑوں کلومیٹر طے کرنے کے بعد ایک ضلع آتا ہے۔ تو اس ضلع کے پہنچنے کے لئے اور اس کو وسائل فراہم کرنے کیلئے یقیناً رقبہ کو مد نظر رکھنا ہوگا۔ تیسری بات پانی، جو بلوچستان کا اس وقت اہم ترین مسئلہ ہے۔ logically بھی اگر ہم یہ ڈیمانڈ رکھے تو کوئی ذی شعور شخص چاہیے، فیڈریشن کا کتنا بڑا کیوں نہ ہو، ہمارے اس مطالبے کو رد نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں میل ہمارے پاس۔ لوگ تو ایکڑ کے حساب سے فاصلہ طے کرتے ہیں اور زمین کی measurement کرتے ہیں، ہمارے ہاں میلوں کے حساب سے زمینیں بخر پڑی ہیں۔ ہمارے ہاں شہروں میں even capital of Balochistan میں پانی کی بوند کو لوگ ترس رہے ہیں۔ ہمارے دوسرے اضلاع کے capitals اور ان کی تحصیلوں میں بھی پانی کا فقدان ہے۔ تو اگر یہ ڈیمانڈ رکھی جائے، اگر ڈیمیز یا کوئی دوسرے وسائل اسکے لئے اگر فیڈریشن مدد نہیں کرے گی تو پھر بلوچستان اس سے مزید پسماندہ ہوگا۔ اور اس کی ضروریات اس سے مزید تباہی کی طرف جائیں گی۔ تو میری گزارش یہ ہوگی جناب اسپیکر! اگر پانی کو بنیاد بنا کے بلوچستان پر توجہ دی جائے تو لاکھوں ایکڑ زمینیں زرخیز ہو سکتی ہیں۔ کم از کم یہ ایک بنیادی حق ہے ہر شہری کو provide کیا جاسکتا ہے۔ جو ہمارا basic need ہے اور NFC ایوارڈ میں اس کو رکھنا انتہائی ضروری ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ملک صاحب! بات تھوڑی مختصر کریں تاکہ دیگر اراکین کو بھی موقع ملے۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جی جناب! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اگر انصاف کی بات ہوتی، تو 1950ء سے ہماری گیس مختلف صوبوں میں استعمال ہو رہی ہے، اگر اُس وقت کی رائلٹی اُسی انداز سے دی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ آج بلوچستان اور لوگوں کی مدد کرنے کی پوزیشن میں ہوتا اور اسی طرح ہمارے دوسرے وسائل ہیں اس پر بحث کروں تو طوالت کا باعث ہوگا۔ war and terror کے لئے اگر KPK کو اُس کا حصہ ملتا ہے تو بلوچستان اُس سے worst ہے۔ اور بلوچستان میں terrorism کی مثالیں اگر میں گنونا شروع کر دوں تو اس میں گھنٹے لگیں گے۔ اس لئے میری گزارش ہوگی کہ NFC ایوارڈ میں بلوچستان کو war and terror پر، سب سے زیادہ اس کی مدد کی جائے۔ جناب اسپیکر! ہمارے constitution کا آرٹیکل 25، جو یہ decide کرتا ہے کہ لوگوں کے حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے۔

Articl 25:

25. (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

[25A. The State shall provide free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years in such manner as may be determined by law.

اب ہمارے ساتھ discrimination کی پوزیشن تو یہ ہے، پہلے کہہ چکا ہوں repeat کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں ہر ضلع ہر تحصیل میں basic needs جو constitution کی ڈیمانڈ ہے، وہ provide نہیں ہیں۔ ایجوکیشن کی صورتحال پر اس سے پہلے بھی بات ہو چکی ہے کہ اسکولوں کی کیا پوزیشن ہے۔ یہ تو ہمیں امداد ملے گی تو پھر ہم اپنے حالات کو ٹھیک کر سکیں گے۔ unfortunately پچھلے regime میں ہم یہ سنتے آرہے تھے کہ اس سال اتنے ارب روپے laps ہوئے اس سال اتنے ارب روپے laps ہوئے۔ اگر وہ ہم استعمال میں لاتے تو بھی کوئی نہ کوئی کام آگے جاتا۔ تو اب 88 کروڑ جس طرح میرے معزز منسٹر فنانس نے فرمایا، 88 کروڑ سے تو کچلاک کا بائی پاس نہیں بن سکے گا۔ باقی ڈویلپمنٹ کی تو خواب دیکھنا۔ بھی ہم چاہتے ہیں کہ جو حقوق ہیں اُس پر positive رہیں۔ جو ہمارے ساتھ نانصافی ہوتی ہے اُس کے خلاف irrespective کہ ہم ٹریڈری میں ہیں یا پوزیشن میں، اُس حوالے سے ہم بات نہ کریں۔ بلکہ بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے۔ جناب اسپیکر! ایک کہاوت ہے کہ ”ایک باپ اور بیٹوں کے درمیان ایک گلاس لسی پر تنازعہ تھا۔ بچوں نے بھی مانگا اور باپ نے کہا میرا بھی حصہ ہے اسمیں۔ تو باپ نے کہا کہ اس سے تین تین گھونٹ سب نے پینے ہیں میں چونکہ بڑا ہوں تو پہلے میں پیوں گا، اور اُس کے بعد تم لوگوں کیلئے حصہ

رکھو گا تو باپ نے اٹھا کے تین گھونٹ میں پوری گلاس پی لی۔۔۔ (مداخلت) نہیں، نہیں، یہ والد تھا۔ تو اُس نے دو گھونٹ میں ساری گلاس پی لی، گلاس پینے کے بعد بچے رونے لگے کہ جی ہمارا حصہ، اُس نے کہا کہ ایک گھونٹ تو میرا بھی باقی ہے۔ تو اگر ہمارے ساتھ اس قسم کا سلوک ہوتا ہے تو پھر ہم پسماندہ ہی پسماندہ رہیں گے۔ تو میری گزارش ہے۔ میں نے گزارشات کی ہیں یہ رکھے جائیں۔ یہ logical بھی ہیں اور اس سے این ایف سی میں ہمیں فائدہ بھی ہوگا۔ اور بلوچستان کے حقوق پر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص کسی طرف سے بھی سمجھوتہ نہیں کرے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ ملک صاحب! آپ نے تفصیلی اور اچھی بات کی۔ جی نصیر احمد شاہوانی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں اس ایوان میں ایک بات کی تصحیح کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی کا نام بلوچستان نیشنل پارٹی ہے اور اس کا قائد یا سربراہ سردار اختر جان مینگل ہیں، تو بعض دوست اٹھ کر کہتے ہیں کہ بی این پی (مینگل) تو سردار اختر جان مینگل ہماری پارٹی کے قائد ہیں لیکن پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی ہی کے نام سے الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ ہے۔ دوسری بات جناب اسپیکر! آج جس موضوع پر بات ہو رہی ہے، خصوصاً جب اس ایوان میں، ہم نے اجلاس requisite کیا۔ اُس میں سب سے اہم مسئلہ اُس وقت PSDP کا تھا۔ اور اُسکے ساتھ زمینداروں کے مسائل اور کچھ دو، چار اور issues تھے، جن پر بحث کرنی تھی۔ پی ایس ڈی پی پر خاصی طویل بحث ہوتی رہی، ہر نمائندے نے کوشش کی کہ پی ایس ڈی پی کا کچھ حصہ میرے حلقے میں خرچ ہو، مجھے کچھ ملے چونکہ جس طرح ملک صاحب نے مثال دی کہ جب گلاس ایک ہی ہو اور اُس کی تقسیم بھی اُس کی اسی طرح ہو جس طرح وہ باپ اور بیٹوں کے درمیان ہوا۔ تو آج جب ہمارے بجٹ کا خاکہ مکمل طور پر ہمارے سامنے آیا کہ ہمارا پورا بجٹ 352 ارب روپے کا ہے۔ اس میں 75 ارب روپے خسارے کا ہے۔ PSDP میں 88 ارب روپے تھے۔ ان میں سے 13 ارب روپے خرچ بھی ہوئے ہیں، اور اس وقت جو موجودہ بجٹ ہے۔ اس کے اندر جو پیسے ہیں وہ 88 کروڑ ہیں۔ اور اُسکے لئے ملک صاحب نے اچھی مثال دی کہ اس سے کچھ بائی پاس بھی نہیں بنے گا۔ اور ہم نے تو خواہنا خواہ اس ایوان کا 10 دن، وقت بھی ضائع کیا۔ اور اُس کے بعد جب ہماری مالی پوزیشن ہمارے سامنے آگئی یہ ہے۔ جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جو آج ساتواں این ایف سی ایوارڈ ہونے جا رہا ہے اس سے پہلے اس کے لیے تیاری تو بہت ضروری ہے اور یہ اچھا موقع ہے کہ آج ہم نے اس این ایف سی ایوارڈ کو اس ایوان میں لایا۔ اور بہت سارے دوستوں نے بہت تفصیل سے اس پر روشنی بھی ڈالی۔ خصوصاً ثناء بلوچ نے ایک بہت بڑے اعداد و شمار اکٹھے بھی کیے تھے۔ 1952ء سے آج تک این ایف سی ایوارڈ میں جو بلوچستان کا

حصہ ہے، وہ سب کے سامنے ایک خاکہ کے طور پر پیش کیا کہ 1952ء میں ہمارا جو حصہ تھا وہ 0.6% تھا۔ اور اُسکے بعد پھر 1970ء تک 4% ہمارا حصہ رہا۔ اور پھر 2000ء تک 5.3% ہمارا حصہ رہا اور بد قسمتی سے ایک ایسا دور بھی آیا کہ یہ این ایف سی ایوارڈ کم ہو کر 5.1% تک بھی چلا گیا۔ اور آج کا جو این ایف سی ایوارڈ ہے جس طرح اصغر خان اچکزئی نے کہا کہ 2010ء میں جو دوستوں نے اس NFC award کو لایا۔ اور جس سے بلوچستان کے ایک دو بجٹ تو اچھے بنے۔ لیکن بد قسمتی سے اُس وقت کی حکومت میں 154 ارب روپے پھر lapse ہوئے۔ یہ بھی ہمارے اُن دوستوں کا یعنی اُنہوں نے جو ہمت کی تھی اُسکا فائدہ بلوچستان کو پھر بھی نہیں ہوا۔ اور آج NFC award کے اندر بلوچستان کا حصہ 9.9% ہے۔ جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان وسائل کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ صوبہ وسائل سے مالا مال ہے۔ اور 700 کلومیٹر کا ساحل سمندر بھی اسی بلوچستان میں ہے۔ لیکن غربت کی جو لکیر ثناء بلوچ نے جس طرح کھینچی کہ پھر آج کے 2018ء کے ایک اعداد و شمار میں بلوچستان کے 84% لوگ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو بلوچستان وسائل سے مالا مال ہے لیکن اُن وسائل کے لیے بلوچستان نیشنل پارٹی نے ایک طویل جنگ لڑی ہے، ہمیشہ، چاہے وہ اسمبلی سے باہر ہو یا اسمبلی کے اندر ہو اُس کی ایک آواز رہی ہے کہ بلوچستان کے عوام کو سب سے پہلے اُن وسائل پر حق دیا جائے، اُس کے بعد پھر بلوچستان میں شاید پسماندگی کم ہو۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سینڈک اور ریکوڈک پر جو معاہدے ہم سے پہلے ہمارے حکمرانوں نے کیے ہیں، آج ہم ریکوڈک سے فائدہ لینے کی بجائے اربوں ڈالرز کے مقروض بھی ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ ایک اچھی بات ہے کہ جس طرح اصغر خان اچکزئی نے کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ میں ہم تحریک انصاف کے اتحادی ہیں اور سردار صاحب نے بھی میرے خیال میں NFC award پر جو بات کی ہے، جو بلوچستان کے share کے حوالے سے بات کی ہے۔ تو میں بلوچستان نیشنل پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے وسائل کے حوالے سے حزب اقتدار جو بھی قدم اٹھائے گا بلوچستان نیشنل پارٹی کو اپنے سے ایک قدم آگے پائے گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے وسائل کے حوالے سے ہم مل کر ایک مشترکہ جدوجہد کریں۔ اور آج ہم اس خوش فہمی میں نہیں رہیں، ہمارا جو آنے والا بجٹ ہوگا جناب اسپیکر! وہ انتہائی بھیانک ہوگا۔ اُس میں ہمارے اخراجات بہت زیادہ ہوں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آنے والے بجٹ بنانے کی پوزیشن میں بھی نہیں رہیں۔ تو میں مختصراً یہی کہتا ہوں کہ NFC award ہو، چاہے بلوچستان کا کسی بھی حوالے سے کسی بھی فورم سے بلوچستان کے مسئلے کی کوئی بات ہو۔ تو بلوچستان نیشنل پارٹی اپوزیشن کا حصہ تو ضرور ہے لیکن بلوچستان

کے وسائل کے حوالے سے اُن پر بلوچستان کے عوام کی دسترس کے لیے آپ لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسی اُمید کے ساتھ ہمارے جو حزب اقتدار کے دوست ہیں، وہ بلوچستان کے حوالے سے اپنا case کو اتنا مضبوط بنائیں گے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ میں NFC award میں نمائندگی تو انہی کو کرنی ہوگی اُسکے لیے کسی اعداد و شمار کی ضرورت ہو یا کسی بھی مقام پر انہیں مدد کی ضرورت ہو تو ہم اُنکے ساتھ ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ نصیر احمد شاہوانی صاحب۔ احمد نواز بلوچ مختصر الفاظ میں آپ to the point بات کریں تاکہ دوسرے ارکان بھی بات کر سکیں۔

جناب احمد نواز بلوچ:

شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ قائد ایوان تو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہے۔ جو ثناء بلوچ نے خاکہ پیش کیا، میرا خیال ہے کہ صوبے کے عوام اور ہم اُس کا جتنا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ کیونکہ ایسے قابل دوست صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ہم ثناء بلوچ کی اس محنت کو ایسے رائیگاں نہیں جانے دینگے انشاء اللہ۔ میں اُن کی اُن باتوں کو second کرتا ہوں اور دوسرے معزز دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی جو کمیٹی بنے ہمارے سینڈک اور دوسرے issues پر بھی ہمیں متفقہ طور پر جیسے سردار یار محمد صاحب کی بات کو quote کرتا ہوں اور سینڈ بھی کرتا ہوں کہ ہمارے آباؤ اجداد نے جو قربانیاں دے کر اس صوبے کو ایک نام دیں one unit کے خاتمے کے بعد اس میں ہمارے کافی دوست شہید بھی ہوئے اپنی اس جدوجہد میں۔ ہمارے اُن بچوں کا مستقبل سنوارنے یا ہمارے اُن دوستوں کا جو جیل و زندان میں پڑے ہوئے ہیں تو آج NFC award ہماری یہ پوزیشن ہے کہ ہم 88 کروڑ میں پھنس گئے ہیں۔ میں انتہائی مختصر کروں گا تاکہ آپ کی جو ruling ہے اُس کا بھی انتظار ہوگا۔ جناب! اگر ہمارے صوبے کو رقبے کی بنیاد پر جو ثناء بلوچ نے خاکہ پیش کیا تھا اُس کو بھی میں quote کر رہا ہوں 20% اُس نے تجویز دی ہے۔ اُس کے علاوہ قدرتی وسائل پر ہمیں 20% یا ہماری آبادی ہے اُس کو بھی مد نظر رکھ کر 20% تجویز کی ہے۔ بارڈر جو انہوں نے ایک خاکہ پیش کیا ہم اور آپ سب مل کر حکومتی بچوں سے یا ہمارے دوستوں سے جو بھی کمیٹی بنے گی مرکزی حکومت سے مشترکہ جدوجہد میں اس میں چاہے، ہمیں ایک سال لگے، دو سال لگیں، ہمیں ان پانچ سالوں میں اپنے NFC award کو بہتر کرنا ہے تاکہ ہماری آنے والی نسل جس میں تعلیم ہے، پانی ہے یا ہمارے ڈیمز ہیں یا ہماری جتنی

بھی شاہراہیں وہ سب اسی میں آجاتی ہیں۔ تاکہ ہماری آنے والی نسل اپنے اس NFC award سے مستفید ہوں۔ جناب اسپیکر! اگر ہم آج اس اسمبلی کے ممبران ہیں ہم اپنی اُس آبادی کو یا اُس رقبے کو مد نظر نہیں رکھیں، میرا خیال آنے والی نسلیں ہمیں فلسطین کے اُس بوڑھے باپ کی جب قبر پر جاتے ہیں تو پہلے اُس پر لعنت کرتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے ہماری اُس زندگی کو جو آپ نے اپنی عیش و عشرت میں گزاری، آج ہم اُس کو اپنی جانوں کا نظر انداز کر، اپنے علاقہ یا اپنے ملک کو واپس کر رہے ہیں۔ تو ہم بھی اپنی اُس عیش و عشرت کو چھوڑ کر اس سنجیدہ مسئلے پر ہم آئیں، بیٹھیں، جہاں سے بھی جو دوست جو بھی چیز اُسے collect کرنا پڑے تاکہ ہم اپنے آنے والی زندگی کو اپنے آنے والے اُن بچوں کے لیے ایک اچھا مستقبل پیش کریں۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ۔ جی میڈم شکیلہ صاحبہ۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی:

جناب اسپیکر! میں بھی سینڈ کرتی ہوں ثناء اللہ بلوچ صاحب کی باتوں کو۔ جیسے کہ انہوں نے بالکل وہ جو index تھا، جب سے ہمارے ساتھ یعنی 70 یا 75 سال کی ہم ظاہر ہے اس وقت وہ جو gapes ہیں، جو ہمارے ساتھ نا انصافیاں ہوئی ہیں اُن کا ہم ازالہ ان پانچ سالوں میں تو نہ کر سکے۔ لیکن جو facts and figures انہوں نے NFC award کی پس منظر پر بات کی اور جتنا ہمیں یعنی این ایف سی ایوارڈ میں جتنے shares ہمیں ملے، پرنٹنگ کے حوالے سے۔ اچکنری صاحب نے کہا ہم پچھلے ادوار میں جو ہماری حکومتیں گزری ہیں ہم اُن پر نہ ڈالیں۔ تو میں بھی یہ کہوں گی کہ ہم بلوچستان والے، میں اپنا لہو کس کے ہاتھ تلاش کروں؟ یعنی اگر ہم کچھ نہ کچھ بہتری کی طرف بات کر سکیں۔ یہاں میرے دوست جناب ثناء بلوچ صاحب نے اس کے علاوہ زیرے صاحب نے بڑی اچھی کچھ پرنٹنگ وغیرہ پر تجاویز دی ہیں۔ اور as a opposition ہم نے نہیں وہ ہماری تجاویز ہمارے تحفظات تھے جو آگے چل کر ہمارے فنانس منسٹر یا ان کے ساتھ جو بھی لوگ ہونگے at least وہ اس چیز کو یعنی وہاں encounter کرنے کا فیڈرل لیول پر بڑے یعنی ہمارے اچھے بابو بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمیشہ سے جو چیزیں اور جو practices کرتے آرہے ہیں لیکن ہمارے پاس جب تک fact and figures اور authentic چیزیں نہیں ہونگی ہم اُن کو present نہ کریں تب تک وہ چیزیں practical نہیں ہوں گی۔ تو here I second Mr. Sanaulah Baloch اور زیرے صاحب کہ وہ اس پر باقاعدہ بیٹھیں فنانس منسٹر کے ساتھ جو تجاویز انہوں نے دیں اُن

کو incorporate کر کے اگر فنلانس منسٹر NFC award کی recommendations لے جاتے ہیں تو we really thankful to him کہ وہ ان چیزوں کو اپنے ساتھ لے کر جائیں۔ تھنک یو۔
جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ میڈیم شکیلہ صاحبہ۔ جی حکومتی جو اراکین ہیں اس پر اپنا مؤقف پیش کریں۔
سردار عبدالرحمن کھیران (صوبائی وزیر):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہاں بات ہو رہی ہے NFC award کے حوالے سے۔ چاہیے تو یہ کہ ہم ٹریڈری پنچر کے ہیں ہم نے اس ایوارڈ کے لیے fight کرنی ہے، fight مطلب سیاسی جدوجہد کرنی ہے بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے اور اس وقت ہماری جو فنانشل پوزیشن ہے اُسکے حوالے سے۔ میرے دوستوں نے اچھی suggestions دی ہیں، یہی ہم نے پچھلے اجلاس میں گزارش کی تھی اور خاص کر کے ثناء بلوچ صاحب بہت محنت کرتے ہیں۔ ہم تو کبھی جناح روڈ کی طرف نکل جاتے ہیں کبھی ہند اوٹک چلے جاتے ہیں۔ وہ کتابوں میں اور فائلوں میں اور پھر مختلف محکموں میں، جب ہم محکموں میں جا کے یہ ایک چوری کرنی پڑتی ہے وہ چھپا کے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو واقعی یقین ہو جائے کہ یہ جو چوری کر رہا ہے، صحیح چوری کر رہا ہے تو پھر وہ تھوڑا سا حصہ دیتے ہیں۔ تو میں اور ثناء کوشش کرتے ہیں کہ کچھ چیزیں ایسے نکال لیں جس سے ہم اس بلوچستان کے لیے کچھ خدمت، کچھ چیخ و پکار کر سکیں۔ ہماری کوشش تھی پچھلے دس، پندرہ سالوں سے، بلوچستان کی آبادی پنجاب، سندھ اور KPK کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ ہماری شروع سے یہ کوشش تھی۔ ہم سے پہلے ثناء بھی اسی اسمبلی کا حصہ رہا ہے۔ شکر الحمد للہ ہم بھی کئی سالوں سے اس اسمبلی کا حصہ ہیں اور عوام ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن نواب بگٹی ایک لفظ استعمال کرتے تھے۔ ”ٹھگ“۔ اب وہ لفظ پارلیمانی ہے یا غیر پارلیمانی ہے، مجھے نہیں پتہ۔ ہمیں ٹھگایا جاتا ہے پرانے زمانے میں ٹھگ ہوتے تھے، وہ ایک نوٹ کو دھاگا سے باندھ کر راستے میں ڈال دیتے تھے کوئی جا رہا ہے راستے میں دیکھتا ہے کہ سو روپے کا نوٹ پڑا ہے، تو وہ اُس کی طرف جھکتا تو وہ اس کو کھینچ لیتے، کھینچتے کھینچتے اُس کو اندھیرے میں لے جاتے تھے اُس کے پاس جو ہوتا وہ بھی لوٹ لیتے تھے۔ یہ ٹھگی ہوتی ہے۔ میں صرف ایک مثال دے رہا ہوں۔ تو ہمارے بلوچستان کے ساتھ یہی کچھ ہوتا رہا وفاق کے بڑے خوبصورت نعرے پھر اچھا مزے کی بات یہ ہے حالانکہ بحیثیت ٹریڈری پنچر مجھے اچھا بھی نہیں لگ رہا ہے۔ زیادتیاں کر کے پھر جو بھی جس کی بھی حکومت چلی جاتی ہے دوبارہ جو وہ اپوزیشن میں آتا ہے۔ مرکز کی میں بات کر رہا ہوں معافی مانگتے ہیں۔ ”کہ جی! ہم اس بلوچستان

سے معافی مانگتے ہیں، ہم نے اس بلوچستان کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے۔ اچھا! معافی سے اگر ازالہ ہوتا ہے تو sorry پانچ لفظ ہیں اُس میں، sorry میں۔ sorry سے پھر سب کچھ، پھر پیٹ بھی اُسی سے بھرتا ترقی بھی اُسی سے ہوتی ہے۔ علاقے بھی اُسی سے ترقی کرتے ہر میدان میں لیکن وہ ہمیں ٹھگاتے ہیں۔ اور ہمیشہ بلوچستان ٹھگا یا جاتا ہے۔ کیونکہ ہم روایات کے پاسدار ہیں۔ اس میں پورا ایوان بیٹھا ہوا ہے یہ پورا ایوان روایتی طور پر ایک روایت کا پابند ہے پاسدار ہے۔ ہم دوسرے کی زبان پر اعتبار کر لیتے ہیں لیکن وہ زبانی جمع خرچ ہو جاتا ہے۔ NFC award 2010 کا بڑا چرچا رہا۔ بہت بڑا چرچا تھا، نواب ریسانی کی حکومت تھی۔ مختلف لوگوں نے اس کا credit لیا ”کہ جی! میں نے لایا ہے، میں نے لایا ہے“۔ 2011ء سے 2015ء تک پانچ سال کے لیے ہوتا ہے آٹھواں NFC award تھا۔ اچھا پھر پانچ سال تو اُس کا ratio جیسے ملازمین ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو اُن کو extension دی جاتی ہے۔ ہمارے حقوق کو extension دی گئی۔ ہم پر بڑا احسان کیا کہ جی ہم نے extension کر دی۔ 2016ء میں، 2017ء میں۔ اور ایک چھوٹا سا اُس میں increase ہے، 2015ء میں ختم ہو رہا ہے پانچوں سال اُس کا۔ ایک سو اکتالیس اعشاریہ دو سو تیرہ۔ 2016ء میں 14 بلین کا اُس میں اضافہ کر دیا۔ پھر ادھر تھوڑا سا جمپ مارا۔ تو 27 بلین کا پھر آگے 2017ء۔ اُس کے بعد 2018 سے ابھی 2019 آنے والا ہے۔ وہ تو سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اچھا! وہ جو انہوں نے دیا پانچ سالوں میں۔ میں پھر جاؤں گا تھوڑا سا پچھلی حکومت کی طرف کہ وہ کہاں گیا؟ ہمیں مثال کے طور پر ہم اپنے ضلع کو چھوڑ کر، میں ڈوب ڈویشن کی بات کرتا ہوں۔ پورے ڈوب ڈویشن میں مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ ہاں البتہ اُس میں ڈیڑھ ڈیڑھ ارب روپے کے ہیلی کا پٹر خریدے گئے۔ وہ تو ابھی مجبوری ہے۔ ایک چیز آگئی ہے تو اُس میں سواری۔۔۔ (مدخلت) تو وہ آپ کے دور میں تو میرا خیال ہے اُس میں پانی کے مشکیزے بھی اُسی پر لائے جاتے تھے۔ لیٹر جیٹ خریدے گئے۔ 2D گاڑیاں خریدی گئیں، ہم تو اُس کا نام بھی صحیح نہیں لے سکتے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

سردار صاحب! تھوڑا سا مختصر کریں۔

سردار عبدالرحمن کھتیران (صوبائی وزیر):

سر! ابھی تک میں ایئر پورٹ پر نہیں آیا ہوں آپ مجھے کہہ رہے ہیں land کر جاؤ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کی starting بڑی تیز ہو جاتی ہے اووہ اہم باتیں آپ کی رہ جاتی ہیں۔ مہربانی

کر کے مختصر کر دیں۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھتیران:

تھوڑا سا اس کو چلاتے ہیں۔ پھر اذان ہوگی۔ تو مغرب کی نماز تک پھر میں چھٹی کروں گا۔ تو بڑی اچھی مزے کی بات یہ ہے کہ ابھی ہمارے CM صاحب شریف آدمی آئے ہیں۔ 15-15 لاکھ روپے کا ٹائر ایک 2-D گاڑی کا 4 گاڑیوں کے 60 لاکھ 10-10 لاکھ روپے کا شاک، 40 لاکھ، ایک ایک کروڑ کا شاک اور ٹائر آگئے۔ تو NFC award کا حشر جو ساحل اور وسائل کی بات کرتے تھے۔ جنہوں نے حکومت میں، زیادہ پیچھے جاتا ہی نہیں ہوں۔ یہ پچھلے پانچ سالوں کا کہا گیا ”کہ جی! ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ کو promote کریں گے“۔ میرا خیال ہے ہیلتھ بھی اُس سے بدتر ہوگئی ہے اور ایجوکیشن بھی بدتر ہوگئی ہے۔ تو ہمارے NFC award کی پوزیشن یہ رہی ہے۔ اس وقت اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں میرے فنانس منسٹر بیٹھے ہیں ہم حیران ہیں کہ جیب میں تو ایک ہزار روپے ہے اور منسوبے۔۔۔۔۔

(اذان۔ خاموشی)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

سردار صاحب! 15 منٹ کیلئے نماز کا وقفہ کر لیتے ہیں اُس کے بعد پھر کارروائی شروع کرتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھتیران (صوبائی وزیر):

میں دو تین منٹ لیتا ہوں پھر میں wind up کرتا ہوں۔ پھر نیا اسپیکر آجائے گا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ وہ تو ہماری حکومت کی جیب میں ایک ہزار روپے ہے اور ہم لوگوں کو سبز باغ دکھا کے وہ پیچھے سے چار پانچ سال سے جو کرتے آئے ہیں وہ آپ کے سامنے آجائے گا۔ آپ حصہ ہیں اُس حکومت کا تو اُس وقت حالت یہ ہے کہ آگے چل کے ہمارے پاس تنخواہوں کیلئے پیسوں کی گنجائش بھی نہیں ہوگی۔ یہ ہمارا حشر ہوا ہے NFC award تو ہماری گزارش یہ ہے کہ میں اُس کو second کروں گا۔ ثناء کو کہ ہمیں رقبے کے حساب سے مہربان کریں۔ اس علاقے کو ہم نے ترقی دینی ہے ہم نے ایک شخصیت کی بنیاد پر لوگوں کو نہ ہم نے نئے کپڑے لیکر دینے ہیں نہ واسکٹ نہ جوتے لیکر دینے ہیں ہم نے اس علاقے کو ترقی دینی ہے۔ اس میں دو تین suggestion جو انہوں نے دی ہیں اُس کو میں سیکنڈ کر رہا ہوں۔ رقبے کے لحاظ سے ہمیں دیں رقبہ بھی ہمارا کوشل کا جو 12 ٹائیکل میل ہے، اُس کو include کر کے 53% بن جاتے ہیں plus ہمارا CEPC جو base ایک کاریز شروع ہو جاتی ہے۔ اس کاریز کا پانی سارا آگے خرچ کر لیا۔ کاریز کے ساتھ جس area میں

چھوٹے چھوٹے کنوئیں جا رہے ہیں تو وہ خشک آبی کی position میں ہیں۔ کوشل بیلٹ کو مد نظر رکھ کر to promote the coastal area آپ special incentive دیں۔ تیسرا population ہماری اُس کو بھی تھوڑا سا دیدیں، اُس میں بھی ہمیں حصہ دیں۔ میں ادھر lumpsum کی بات کر رہا ہوں میں اگر کہوں 20% یا 30% وہ تو میرے کہنے پر نہیں دینگے۔ تو کل ہماری کابینٹ پر ائم منسٹر سے ملے گی۔ تو میری گزارش ہے گورنر ہاؤس میرا خیال سب کو بلایا ہوا ہے شاید ہم ملیں، یہ گزارش کرنی ہے مرکز سے نیا پاکستان بن رہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ جو ہمارے قائد نے کہا کہ جیسے انہوں نے سودن دیئے ہیں اچھا میں ابھی دیکھ رہا تھا۔ میں ایک مبارک باد اپنے leader of the house کو دوں گا۔ کہ میں ابھی پڑھ رہا تھا کہ پسینی میں انہوں نے ہمارے دورے کے دوران حکم دیا تھا کہ water supply کے لیے تو وہ boxes جو ہیں وہ active ہو گئے اُن میں پانی پائپ لائنوں سے آنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ بھی جو کمران کا بہت بڑا مسئلہ پینے کا پانی یہ بھی مطلب ہمارے جو CM صاحب گئے انہوں نے جو کیا اُس پر عملدرآمد شروع ہو گیا بہت بڑی بات ہے۔ within days, one week or ten days, one population coastal area اس کا رقبے کے لحاظ سے اور چوتھی چیز میں add کروں گا کہ بلوچستان کے major parts of the area جیسے آپ کا علاقہ ہے میرا علاقہ ہے گلہ بانی اور زراعت پر ہیں۔ اس چیز کو بھی مد نظر رکھ کر کچھ پر سنجان کی بھی پروموشن کے لیے دیں تاکہ ہم اپنے پاؤں پر تھوڑا سا کھڑا ہو جائیں۔ آگے پھر انشاء اللہ وہ منصوبے ہمارے قائد نے یہ کہا ہے کہ ہم وہ منصوبے بنائیں گے کہ کسی سے return بھی آئے۔ یہ D-2 یہ لیسر جیٹ اور جو ہیلی کاپٹرز ہیں، یہ کھا رہے ہیں، دے نہیں رہے۔ کچھ ضرور ایک چیف منسٹر کو سہولت ہے کہ زیارت کا سفر دوڑھائی گھنٹے میں ہوتا ہے۔ ہم بیس پچیس منٹ میں کیا بڑی سہولت ہے۔ لیکن وہ انفرادی سہولت ہے۔ ہم اُس سہولت کو forego کرنے کے لیے تیار ہیں۔ تو یہ دو چار چیزیں اس میں add کر کے میری ساتھیوں سے گزارش ہے کہ ہم اس پر ایک page پر ہوں۔ ہمارا ایجنڈہ ہو تو ایک ایجنڈہ ہوتا کہ کل اُن کے ساتھ گزارشات کر سکیں۔ جام غلام قادر صاحب کہتے تھے ہمارا تو کام ہے جھولی پھیلا نا۔ جو دے اُس کا بھی بھلا جو نہ دے اُس کا بھی بھلا۔ میں یہی گزارش کروں گا۔ thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ سردار صاحب یہ اچھی بات ہے کہ اپوزیشن اور حکومت مل کر ایک ایجنڈہ تیار کریں۔ نماز کے لیے

پندرہ منٹ کا وقفہ۔

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک اہم issue کی جناب وزیر داخلہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری پولیس میں بالخصوص کونٹے میں 950 کے قریب پولیس میں بھرتیاں ہوئی ہیں۔ تو ان بھرتیوں کی عجیب سی صورتحال ہے۔ وزیر داخلہ صاحب! آپ سُن لیں کہ اُن میں سے 450 یا 500 کے قریب لوگ بھرتی ہوئے ہیں۔ جن میں اکثریت کے شاید جعلی ڈومیسائل اُنہوں نے بنائے ہیں۔ تو میں وزیر داخلہ صاحب سے اور آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ اس کی پوری تحقیق کر لیں کہ یہ کتنا بڑا پینڈورا بکس ہوگا کہ اتنے کہاں سے آگئے اتنے لوگ کہ وہ جعلی ڈومیسائل پر بھرتی ہو گئے اور ہمارے لوکل سرٹیفیکیٹ رکھنے والے لوگ ہیں وہ کم بھرتی ہوئے ہیں۔ تو اس حوالے سے وزیر داخلہ صاحب! آپ تحقیقات کرائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب سلیم احمد خان کھوسہ (وزیر محکمہ داخلہ):

آپ اس کے لئے question submit کر لیں تو proper طریقے سے اس کا جواب دے

دیں گے۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! NFC ایوارڈ کے ایجنڈے اور موضوع پر جس طحطراق، شان و شوکت کے ساتھ ساتھیوں نے بہتر انداز میں اپنی قابلیت کے مطابق اچھی اور خوبصورت طریقے سے اپنی تجاویز دی ہیں وہ یقیناً ہمارے لئے نیک شگون اور مشعل راہ ہوگا۔ جناب اسپیکر! ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے یقیناً بلوچستان کے عوام نے جس ذمہ داری کے ساتھ اپنا قیمتی ووٹ دے کر یہاں بھیجا، ہم اس اسمبلی کے فلور پر اس وقت بلوچستان کے ساحل و وسائل، بلوچستان کی دولت، اس سرزمین کے سینے پر دفن ہوئی ہے، جتنی دولت ہے، ہم یہاں جتنے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ اُن کے امین ہیں۔ ہماری قومی و اخلاقی اور سیاسی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے وسائل کا دفاع کریں۔ لیکن ساتھی نے جو بہتر طریقے سے بات کی ثناء صاحب نے اچھی بات کی ہے۔ لیکن کوئی بندہ اپنے کو عقل کل سمجھے، باقی اسمبلی کے جتنے ممبرز ہیں اُن کو اپنا شاگرد سمجھ کے dictate نہیں کرے۔ یہاں سارے قابل اور دانشور، اچھے اچھے ذہین لوگ ہیں اور لوگوں نے جو اُن کو منتخب کیا ہے۔ اُن کی قابلیت اُن کی ذہانت پر منتخب کر کے یہاں بھیجے ہیں۔ ہماری گورنمنٹ، دو چیزوں پر یہاں ہم اپنے ذہن میں clear

کریں۔ جب اپوزیشن اُس موضوع پر بات کرے گی، جس کا تعلق مرکز سے ہو۔ ہمارے حقوق کے متعلق ہو، اُس میں وہ اپوزیشن نہیں ہے، وہ بلوچستان کی اس سرزمین کے ایک سپاہی ہے۔ ہم نہ رٹا لگا کے آتے ہیں۔ نہ بڑے figures ڈیپارٹمنٹ سے اٹھا کر لاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی colleagues ہیں، ہمیں اُن کی قابلیت پر شک نہیں ہے۔ یہاں سردار یار محمد صاحب، بیشک وہ تحریک انصاف میں ہیں۔ لیکن وہ سپاہی ہیں اس سرزمین کا۔ وزیر اعلیٰ صاحب وہ جب اسلام آباد جاتے ہیں تو وہ اس سرزمین کے سفیر ہیں، اس پر NFC ایوارڈ کے تین indicators ہیں۔ جس میں رقبہ، غربت، منتشر آبادی اس کے ساتھ ہی سی پیک کے حوالے سے 2% اس NFC ایوارڈ میں ہمیں اضافی دی جائیں۔ تاکہ ہم باقی صوبوں کے برابر ہوں اور اپنی اس پسماندگی کو دور کر سکیں۔ ون یونٹ کے زمانے میں پاپولیشن یا جو آبادی تھی چونکہ اُس زمانے میں بنگلہ دیش کی آبادی زیادہ تھی تو اُس زمانے میں رقبہ کی بنیاد پر وسائل کی تقسیم ہوئی۔ جب partition ہوئی۔ رقبہ بلوچستان کا زیادہ ہوا۔ تو پھر پاپولیشن کی بنیاد پر باتیں شروع ہوئیں۔ اٹھارہویں ترمیم میں وسائل کی تقسیم کے حوالے سے یہ بھی ایک scientific mechanism کے طور پر کہ سرزمین کے اُوپر صوبوں کے جتنے بھی وسائل ہیں، وہ صوبوں کے ہیں۔ اور جتنے زمین کے نیچے ہیں، وہ مرکز کے ہیں۔ چونکہ پنجاب میں گندم، چاول وہ زمین کے اُوپر ہیں۔ بلوچستان میں وسائل زمین کے نیچے ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً انصاف کے تقاضے پورے نہیں کئے گئے۔ اس لئے ایک ہو کے اس سرزمین کے سپاہی بن کے، اس کے وسائل کی حفاظت کیلئے ایک جامع انداز میں اپنا کیس مرکز کے سامنے پیش کریں۔ اور اُس سلوگن کو تقویت دیں جو تبدیلی کی بات کرتے ہیں۔ یقیناً ہمیں اُمید ہے کہ کل جو وزیر اعظم کا دورہ ہوگا وہ ایک تبدیلی کی ایک نشانی ہوگی۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ اسد بلوچ صاحب! آج NFC کے موضوع پر کافی بحث ہوئی ہے۔ جام صاحب! اگر کچھ کہنا

چاہتے ہیں۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تھینک یو آئرینبل اسپیکر ایک بہت important ایک aspect جو کسی بھی گورنمنٹ کا ہوتا ہے۔ اُس کی فنانشل پوزیشن ہوتی ہے۔ اور کوئی بھی صوبہ اُس کے وسائل، اُس کی ترقی، اُس کا جو ایک mechanism ہے اُس وقت بہتر انداز میں نہیں چل سکتا جب تک کہ اُس صوبے کے وسائل، اور

اُس صوبے کے resources اور اُس صوبے کی جو needs ہیں اُن پر بہتر انداز سے، ترتیب یا کوئی formulation نہ بنی ہو۔ NFC کی جو ایک ترتیب بنی وہ اسی بنیاد پر بنا کہ ماضی میں جب بھی صوبوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمارے حقوق خاص کر فنانشل حقوق صحیح بنا پر ایک طریقہ کار سے نہیں دیئے جاتے تو اُس پر broad deliberation ہوئی اور آخر کار اس ملک میں ایک ترتیب بنی NFC کی۔ اب یہ الگ بات ہے کہ اس NFC میں کمیشن کو جس طرح ہر سال باقاعدہ ایک رپورٹ پیش کرنی ہوتی ہے۔ صوبائی اسمبلی کے اندر اور ساتھ ساتھ نیشنل اسمبلی کے اندر اُس میں تھوڑی ترتیب میں ہمیں بڑی کمزوری دیکھی ہے۔ اور ہم اُمید کرینگے کہ انشاء اللہ نئی حکومتیں جو ابھی بنی ہیں، وفاق میں اور صوبوں میں، ہم اس پریکٹس کو ایک اچھے انداز میں ترتیب دیں اور ہر سال کم از کم۔ NFC کی جو ایک رپورٹ بنتی ہے سالانہ۔ یہ باقاعدہ ٹیبل ہونی چاہئے۔ جناب اسپیکر! ہم نے اس اسمبلی جب پہلے دن حلف اٹھایا اور حکومت سازی کے حوالے سے جب اپوزیشن نے اپنی باتیں کیں۔ اور ہمارے ممبرز نے ہمارے حکومتی اراکین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تو ہم سب نے اس بات پہ اتفاق کیا کہ ہمارے مسائل بلوچستان کے مسائل یہ کسی پارٹی کے مسائل نہیں ہیں۔ یہ مسائل ہمارے حلقوں کے بھی ہیں اور آپ کے حلقوں کے بھی ہیں۔ اس صوبے کے اور اس صوبے کے future generation سے منسلک ہیں۔ اور اگر ہم ایک اچھے سیاسی انداز میں بلوچستان کے معاملات کیلئے اتفاق پیدا کیا۔ تو یہ ہماری سب سے بڑی contribution ہوگی، اس صوبہ کیلئے۔ سیاست، پولیٹیکل لیول پر اپنی پالیسی اپنا پارٹی manifesto، اپنا ایجنڈا، ہر پارٹی اپنا حق رکھتی ہے۔ اور اس پر ہم پبلک میں جب بھی جاتے ہیں۔ تو ہم اپنی اُن سب نکات پر بات کرتے ہیں جو ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے پبلک کیلئے اگر کوئی کام کیا تو ہم اُن پر بات کریں۔ چند چیزیں قوموں کے اندر ایسی مشترکہ ہوتی ہیں جس کا فائدہ اور نقصان سب کیلئے ہوتا ہے۔ چاہے وہ اپوزیشن ہو، چاہے وہ حکومت، ٹریڈری نچر ہوں۔ چاہے وزراء ہوں یا ایک ایم پی اے ہو، چاہے اقلیت برادری ہو، یا women representation ہو۔ ہم سب یہ اس کا اثر پڑتا ہے، اگر ہمارے کچھ issues پر ایک concrete consensus کے ساتھ ایک deliberation نہ ہوں۔ اور NFC ایوارڈ اُن چیزوں میں سے ایک ایسی چیز ہے۔ اور اسی لئے ہم نے جب پہلے سیشن میں ہم نے بار بار یہی کہا کہ ہم انشاء اللہ اپوزیشن کو وہ موقع نہیں دیں گے جہاں وہ یہ محسوس کرے کہ اسمبلی کے اندر ایک ایسا ماحول ہے جس میں بلوچستان کی ترقی کے حوالے سے اگر کوئی مثبت بات، بھلے اپوزیشن کی طرف سے آئے اور اگر ہم اُسکو support نہ کریں، حالانکہ دوسرے صوبوں میں اور اگر آپ نیشنل اسمبلی یا دوسری جگہوں کی

کارروائی دیکھیں تو عموماً ایسی چیزوں کو اکثریت، چونکہ ہم حکومت میں اکثریت تعداد میں بیٹھے ہیں تو ہم اگر چاہیں تو ہم بہت ساری چیزوں میں ووٹ کے ذریعے، بہت ساری چیزوں کو null and void کر سکتے ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کا طریقہ کار ایسا نہیں ہونا چاہیے، اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر اس صوبے کے مفاد میں ہماری آنے والے generations کی بہتری کیلئے اس حکومت کی بہتری کیلئے اگر کوئی ایسی تجویز اپوزیشن پنچر سے بھی آتی ہے تو ہم انشاء اللہ اس کو weightage بھی دیں گے اور اس کو time بھی دیں گے اور importance بھی دیں گے۔ اور یہ ہمارا ذہن بنا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے حکومت اور اپوزیشن کا ایک role ہمیشہ رہا ہے بہت ساری چیزیں اُنکی ایسی ہونگی شاید اُن پر ہم اتفاق نہیں کریں گے اور بہت ساری ایسی چیزیں ہونگی جن پر شاید وہ ہمارے ساتھ اتفاق نہیں کریں گے۔ لیکن میں پھر سے یہی کہنا چاہوں گا کہ ہم ایک ایسا practice ایک ایسا culture develop کریں کہ کم از کم کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا فائدہ اور جن کی بہتری میں اگر ہم ایک کردار ادا کریں گے جو اس صوبے کی بہتری کیلئے ہے تو ہمیں اتفاق میں ایک دوسرے کے ساتھ آگے چلنا چاہیے اور ایک دوسرے کو اچھی رائے بھی اس میں دینی چاہیے۔ اسی لئے جب کل اپوزیشن کی طرف سے اصرار ہوا حالانکہ آج فنانس منسٹر صاحب کی ایک پریس کانفرنس بھی تھی، کل ایک ترتیب بن رہی تھی پرائم منسٹر کے آنے کی عموماً ایسی position میں حکومتیں time لیتی ہیں لیکن ہم نے کہا نہیں ہم کل انشاء اللہ پھر آئیں گے آپ اپوزیشن کی ایک request تھی، میں بھی آؤنگا ہمارے منسٹرز بھی آئیں گے باقی پوری cabinet بھی آئے گی۔ اور ہماری جو گیلری میں concerned department انہوں نے بھی بیٹھ کے سیکرٹری صاحب نے، ہم اس تجویز کو انشاء اللہ note بھی کریں گے اور ہر اس تجویز پر غور بھی ضرور کریں جو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہمارے ذہن میں نہ ہوں، ہو سکتا ہے بہت ساری چیزیں کبھی کبھی حکومت سازی یا حکومت طریقہ کار میں ہم بیٹھے ہیں ہماری بیورو کریسی بیٹھی ہو، ہو سکتا ہے ہمارے ذہن میں یہ نا ہو، ہو سکتا آپ کے ذہن میں یا آپ کو کچھ لوگوں نے ایسا ایک طریقہ کار یا اس طرح کا feedback دیا ہوگا جو کہ ایک intellectual level کا ہوگا اور اس پر وزن ہے اس صوبے کیلئے بہتری کیلئے ہے ہم definitely consider کریں گے۔ تو ہم نے جس طرح windup پہلے ہی ہمارے منسٹر صاحب نے اس پر بات کی ہے میں اس کو اس طرح سے تھوڑی بہت ترتیب میں لاؤنگا کہ ہم انشاء اللہ ان سب points کو جو ہم نے note کیا ہے، اس پر ہم باقاعدہ جب ہمارا نیشنل فنانس کمیشن کے حوالے سے جو ہمارے منسٹر صاحب ہیں وہ اور اُن کے جو Advisor, concerned نیشنل فنانس کمیشن کے حوالے سے ہونگے اور جب اسلام آباد جائیں گے

وہاں فنانس منسٹر جب NFC Award کے حوالے سے میٹنگز چیئر کریں گے اور سلسلہ شروع ہوگا ہم اُن سب چیزوں کے حوالے سے جو ہم محسوس کریں گے کہ ہمیں جو تجاویز آپ نے دی ہیں جن کا ہونا ہمارے کم از کم، ہماری طرف سے اُنکا ادھر بولنا بہت ضروری ہوگا، انشاء اللہ اُنکو consider بھی کریں گے اور آگے رکھیں گے بھی ضرور، تو نیشنل فنانس کمیشن کی بڑی importance ہے۔ اور ہم نے اس کو ماضی کی طرح جو بھی طریقہ کار ہو، ہم اُس طرح نہیں چلائیں گے، ہم اس پر deliberation کریں گے بلکہ میں آپ کو، چونکہ کچھ points جیسے شروع میں صرف بڑا simple سا methodology مبنی کہ land ہے۔ اور population ہے، پھر NFC award جب بنا تو انہوں نے کہا کہ نہیں جی benchmark تھوڑے different ہونے چاہیے، poverty کو مدنظر رکھا گیا پھر وہ اُس صوبہ اگر کوئی کما کر دیتا ہے اُس کو بھی دیا گیا اگر reverse population ہے اُس کو بھی مدنظر رکھا، تو ابھی آج بھی ہم ایک presentation کر رہے تھے جو شاید پرائم منسٹر کے حوالے سے تھی لیکن ایک بات میرے ذہن میں آئی، جو ہم نے کہا ہم نے کبھی بلوچستان میں، اُس کو خاطر خواہ اپنی نظر میں ہم نے نہیں رکھا benchmark، بلوچستان بہت وسیع صوبہ ہے اگر ہم اس کا comparison سندھ، پنجاب اور KPK سے کریں اور مثال کے طور پر ہم ایک بات کریں کہ جی نواب شاہ کے ایک ڈپٹی کمشنر ہے، یا نواب شاہ کا ایک SP ایس پی ہے یا ایکسپین ہے، اُس نے اگر اپنے حلقہ میں اپنی performance, administratively کرنی ہے تو اُس کا ایک expenditure آتا جو بڑا basics کا ہوگا، POL کا ہوگا، گاڑی کا ہوگا، office کا ہوگا، visits کا ہوگا، اُسی formula کو آپ adopt کریں بلوچستان کے ایک ضلع میں، مثال کے طور پر خاران میں آپ کر لیں، خضدار ڈسٹرکٹ لے لیں، تو وہ area of land mass as compare to بلوچستان کا وہ ضلع اُس سے چار گنا بڑا ہے، اور جہاں مقصد بڑا صاف ہے، وہاں پھر بھی black top روڈ ہوگا، سہولت ہوگی، کمیونیکیشن ہوگا، access ہوگا، اس ضلع میں نہ تو روڈ ہوگا، access نہیں ہوگا اور اس نے اپنی jurisdiction کو جو cover کرنا ہے صرف اکیس اُس expense میں نہیں کرنا بلکہ اُس کی پوری team نے بھی کرنا ہے جس میں سارے محکمے، سارے offices اور ساری team آتی ہے، تو پتہ یہ چلا کہ mobilization جو آپ کریں گے صرف administratively تو اُس کا cost بھی دوسرے اضلاع یا صوبوں سے تقریباً 5 گنا زیادہ ہے، تو بلوچستان کے اندر یہ factor بھی رکھنا چاہیے کہ جی چونکہ اس صوبے کا انفراسٹرکچر بہت نا ہونے کے برابر ہے، demaged بھی ہے تو اُس کی بھی ایک cost حکومت پر آتی ہے اور نا صرف cost آتی ہے

سب سے بڑی چیز جس کو ہم بھول جاتے ہیں وہ ہے وقت، اب آپ کا ایک اسٹنٹ کمشنر جب پنجاب میں یا سندھ میں یا KP میں کسی function of the Government کیلئے جائے گا وہ شہر میں آدھے گھنٹے میں کہیں بھی approach کر سکتا ہے لیکن آپ جب تفتان میں کسی اسٹنٹ کمشنر بھیجیں گے اور وہ واپس آئے آپ کو report دے گا، وہ شاید 3 دن لے لیں گے، تو اس وقت ویسے ہی بلوچستان کی پسماندگی بہت پیچھے ہے، اور ہمارے پاس جو تھوڑا بہت factor اگر وقت کا ہے وہ بھی اگر ہمارا اسی طرح ضائع جائے، اُن چیزوں کے حوالے سے جنکا control ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے کیونیکیشن کے حوالے سے، access کے حوالے سے تو یہ بھی ایک expenditure ہے۔ تو ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ جب ہم NFC میں جائیں گے تو ہم بلوچستان کے حوالے سے ایسے components بھی رکھیں گے جو شاید دوسرے اضلاع میں نہ ہوں۔ law and order ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اسکے حوالے سے پچھلے دس سال میں اگر دو صوبے جو سب سے زیادہ متاثر ہوئے وہ بلوچستان اور KP ہے، لیکن KP کے اندر جو سب سے بڑا factor اگر disturb ہو ہے وہ فائنا area زیادہ تھا جو کہ ابھی جا کے merge ہوا ہے، دیکھیں بلوچستان تو پہلے سے ہی تھا اور بلوچستان اس law and order میں پچھلے 25، 20 سالوں سے involve ہے اور اس کا effect اُس پر بہت بڑا آ رہا ہے ہمارے بہت سارے دفاتر ہماری بلڈنگز ہمارے روڈز، ہمارے performance of Government، ہماری اس بات کا ابھی تک کسی نے evaluation لگائی نہیں ہے کہ 10 سال کا ایسا period گزر رہا ہے ہمارے departments اپنے concerned jurisdictions میں کام نہیں کر سکے وہ بہت بڑا loss ہے، ہمارے زمیندار، زمینداری نہیں کر سکے یہ بہت بڑا loss ہے، ہمارے کاروباری کاروبار نہیں کر سکے یہ بہت بڑا loss ہے، ہماری business as business usual نہیں تھی اور اُس trade کی وجہ سے ہمیں جو نقصان ہوا ہے، وہ بہت بڑا loss ہے، ہمارا RCD روڈ جو پچھلے 5، 6 سالوں میں، بیچ میں بالکل non effective تھا جس کی وجہ سے نہ trade ہو رہی تھی نہ کیونیکیشن ہو رہی تھی نا کوئی طریقہ کار ہو رہا تھا، یہ بہت بڑا factor ہے اکنائکس کا اور NFC صرف ایک چیز کا مطلب ہے economics, financial economics, viability اگر یہ سارے پہلو ماضی میں ہماری حکومتیں رکھتے جو بہت بڑے دعوے تو definitely کرتے، تو میرے خیال بلوچستان کا share 9% محدود نہیں ہوتا اس سے کہیں زیادہ ہوتا، تو اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے ہمارے ذہن میں بہت ساری چیزیں نا ہوں، opposition کے شاید ذہن میں زیادہ ہم سے ہو تو ہم open ہیں، ہم انشاء اللہ آپ کی تجویز

بھی لیں گے ہم اُن تجویز پر deliberation بھی کریں گے اور آگے بھی لے جائیں گے، تو انشاء اللہ جب اس دفعہ NFC کے حوالے سے ہم جائیں گے تو ہم ان سب aspects کو رکھیں گے۔ یہ opportunity cost ایک ہوتی ہے جو basically, economics terms میں use ہوتی ہے جو کہ شاید دوسرے صوبوں میں نہیں ہوئی لیکن بلوچستان پر بہت perfectly apply کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہوتا ہے کہ، ایک صوبہ میں، اب جس طرح ہم اپنی PSDP دیکھتے ہیں فیڈرل میں جس کی آج بات بھی ہو رہی تھی تو بلوچستان کی جو PSDP پچھلے پانچ سال سے چل رہی ہے وہ ٹوٹل 400 ارب کی تھی as compared to وفاقی کی 5 ہزار تھی، تو اُس 5 ہزار کی comparison میں ہمیں ان پانچ سالوں میں صرف 400 ارب ملے تھے لیکن یہ 400 ارب ہمیں ملے اُن اسکیموں کے حوالے سے جو پچھلے 10 سے چل رہی ہیں اور ہم یہ 400 ارب بھی consume ابھی تک میرے خیال سے ہم اس کا 50% بھی نہیں کر پائے ہیں تو ایک طرح سے ہم 200 ارب پر کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر کچھی کینال آباد نہیں ہے آج اُس کی وجہ سے جو کچھی کینال، پٹ فیڈر، یا کیرتھر کا ہے جس سے آج ساڑھے آٹھ لاکھ ایکڑ اگر آباد نہیں ہے اس کی وجہ سے ایک بہت revenue جس نے صوبے کو آنا تھا tax کی صورت میں لوگوں کی خوشحالی کیلئے آیا تھا وہ loss ہوا ہے۔ آج اگر تبت سے کونٹے تک یہ شاہراہ بہت عرصہ بعد بنی تو اُس کے دوران جو ایک loss ہوا ہے economic لوگوں کا اور ہمارا تو وہ کون bear کرے گا؟ اور اسی طرح بہت ساری چیزیں ہیں جن کی ایک list بنائی جائے تو ایک بہت بڑی فہرست بن جائے گی۔ تو ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس دفعہ وفاق سے بات کریں تو ہم وفاق کے ساتھ بڑی professional انداز میں اور بڑے دلائل کے ساتھ بات کریں کہ صرف آپ negative land mass, population, poverty, backwardness اور population کو ایک benchmark نہ رکھیں بلکہ یہاں benchmarks بہت اور بھی زیادہ ہیں۔ drought ایک بہت بڑا benchmark ہے، drought کو کبھی کوئی دیکھتا نہیں ہے، پانی کی قلت یہ بھی ایک بہت بڑا benchmark ہے۔ ہمارے بلوچستان کی صرف دو چیزوں سے آمدن ہے، لائیو سٹاک اور ایگریکلچر، اگر پانی نہیں ہے ویسے ہی ایک بڑا بہت deserted علاقہ ہے، ہمارے لئے تو اور کوئی option نہیں ہے نہ ہمارے پاس روڈ میٹ ورک پورا ہے نہ ہمارے پاس کیمونیکیشن پورا ہے نہ ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں کہ ادھر فیٹریاں لگائیں بلکہ 60% تو بلوچستان میں آج transmission national grid بھی نہیں ہے، تو جب یہ سارے factors آپ کے پاس نہیں ہیں تو آپکی progress آپ کا

جو return of tax ہے یا آپ کا جو ایک benefit of State ہے وہ تو ہم نہیں دے پارہے، تو اسی لئے انشاء اللہ ہم جب ان سب factors کو مد نظر رکھتے ہوئے وفاق کے پاس جائیں گے بڑی تیاری سے انشاء اللہ، ہمارے منسٹر صاحب ہیں سیکرٹری صاحب ہیں جو ہمارے ممبر ہونگے نیشنل فنانس کمیشن کے ہونگے، ہم خود ہونگے، ہم اس پر انشاء اللہ بڑی deliberation کریں گے اور اپنا case بلوچستان کا ہر لحاظ سے لڑیں گے کیونکہ ساڑھے نو سے گیارہ، بارہ، تیرہ جتنا بھی ہوتا ہے اُس کا بڑا simple ساما مطلب ہے کہ بلوچستان کو زیادہ فنڈنگ ہوگی اور آج بلوچستان یقینی طور سے اُس financial crisis سے گزر رہا ہے جہاں اُسکو ضرورت ہے کہ وہ اپنے علاقے کی بہتری کیلئے، کیوں کہ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں تو ہمارے جتنے بھی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے یا جنکی آج ہم نمائندگی کر رہے ہیں اُنکی ہم سے بڑی توقعات ہیں اور وہ توقعات اُسی وقت پوری ہو سکتی ہیں جب حکومت بلوچستان کے پاس fiscal space ہوگا، اگر ہمارے پاس fiscal space نہیں ہوگا تو ہم اُن کیلئے پھر deliver نہیں کر پائیں گے۔ اور جب ہم deliver نہیں پائیں گے تو وہ اس محرومی میں اور اضافہ کرے گا۔ تو وزیر اعظم صاحب بھی کل آرہے ہیں انشاء اللہ اُس سے کا بینہ بھی ملاقات کریگی انشاء اللہ ہمارے سارے پارلیمنٹیرین بھی اُن سے ملاقات کریں گے اور ہم اُنکے سامنے یہی بات اُن کو تھوڑا sensitize کر رہے ہیں کہ بلوچستان کو سمجھنے کیلئے بہت ضروری ہے کہ بلوچستان کے سارے معاملات کو سمجھا جائے۔ بلوچستان کو صرف اسلام آباد میں بیٹھ کے یا چند مینٹنگ ہال میں بیٹھ کے یہ نا سمجھا جائے کہ اس کی تصویر ایک map بنتا ہے تو بلوچستان اگر اس طرح ہے تو باقی بھی اسی طرح ہونگے۔ یہاں کے dynamics بہت different ہیں یہاں کے dynamics کا impact بہت different ہے۔ یہاں illiteracy, non education ایک بہت بڑا factor ہے۔ اُس کو بھی NFC میں ہونا چاہیے کہ ہم نے اگر 30, 40 سال میں یہاں ایجوکیشن نہیں دے سکے تو اُس کا ایک cost bearing کون bear کریگا۔ یہ پچھلے پانچ سالوں میں شاید چار پانچ یونیورسٹیوں کا اضافہ ہوا ہے۔ بلکہ اگر ہم دس سال پہلے چلے جائیں تو شاید کوئٹہ، خضدار کی یونیورسٹی کے علاوہ بلوچستان میں کوئی یونیورسٹی نہیں تھی۔ تو آپ نے اگر اتنی بڑی population کو اعلیٰ تعلیم سے اگر محروم رکھا ہے اور وہ بچے آج ایک لکھے پڑھے ہوتے، تو کہیں کام کر رہے ہوتے، کہیں کاروبار کر رہے ہوتے۔ تو وہ بھی cost ہے۔ وہ cost جس نے return ہو کے آمدنی یا کاروبار کی صورت میں اپنے صوبے کو واپس پیسے دینا تھا، وہ ہم سے loose ہو چکا ہے۔ تو انشاء اللہ اس پر ایک deliberation ہوگی۔ مجھے اُمید ہے آج این ایف سی کے حوالے سے ایک ایسی deliberation

ہوئی۔ ہم سب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ٹریڈری پیچرز اور اپوزیشن پیچرز سے، ہم انشاء اللہ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہم این ایف سی میں پوری تیاری کے ساتھ جائیں۔ اور جو بلوچستان کا ایک کیس ہے اُس کو ہر پہلو سے، ایک اچھے انداز میں اُس کی نمائندگی کریں۔ اور بڑے دلائل کے ساتھ اور اچھے انداز میں انشاء اللہ ہم اس کیس کو وفاق کے پاس present بھی کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ہم بلوچستان کی جو formulation ہے اُسکو بہتر کر کے واپس بلوچستان لائیں، بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ جام صاحب! این ایف سی ایوارڈ پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں جانب سے بحث مکمل ہوئی۔ اور معزز اراکین نے اپنی اپنی مفید تجاویز دیتے ہوئے کہا کہ اس پر تفصیلی، اور قائد ایوان نے بحث کو سمیٹنے ہوئے این ایف سی ایوارڈ کو مد نظر دیکھتے ہوئے یہ کہا کہ وہ اپوزیشن پیچرز کو بھی اپنے ساتھ لیتے ہوئے اس پر کام کریں گی۔ اور این ایف سی ایوارڈ کی کامیابی کی صورت میں صوبے کو مالی مشکلات سے نجات کے ساتھ ساتھ عوام کو براہ راست فائدہ ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی این ایف سی ایوارڈ پر بحث مکمل ہوئی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جن چیزوں کے متعلق جو بحث ہے، سینڈک ہے، این ایف سی ہے، باقی معاملات میں بھرپور دلچسپی بھی لے رہے ہیں جو بھی ایک ڈیوکریٹک ہمارے کچھ norms ہیں، روایات ہیں ان کے مطابق وہ یہاں کافی دیر تک بیٹھتے ہیں سنتے ہیں اس کے جو الفاظ آپ نے دیئے ہیں ان کو صرف تھوڑا سا اگر تبدیل کروں اگر آپ کی اجازت ہوتا کہ ایک message clearly کل کے اخبارات میں نیشنل اور انٹرنیشنل جائے وہ یہ ہے کہ آج کا یہ جو اجلاس ہے اس نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ آنے والے این ایف سی ایوارڈ میں بلوچستان کا یہ مشترکہ مطالبہ ہے کہ آبادی کے ساتھ رقبے کو، ہمارے قدرتی وسائل کو، غربت کو جو particularly ان تمام جو دیگر جو ہم نے یہاں پیش کئے تھے criteria ان کو این ایف سی ایوارڈ میں شامل کیا جائے۔ اس کو ایک متفقہ قرارداد یا متفقہ ایک بیان یہ میرے خیال یہ اس اسمبلی سے جانا چاہیے۔ تو سی ایم صاحب بھی اس پر agree کر گئے ہیں۔ ہم نے بھی یہ ساری recommendations دیئے تھے کہ جو criteria ہوگا وہ صرف population-based نہیں ہوگا۔ اگر آپ کی طرف سے یہ statement آجائے کیونکہ کل کے اخبارات میں ہم نے سینڈک کے حوالے سے ایک بڑی مفصل بات کی۔ لیکن جو بعد میں بیانہ آیا جو reservation آیا، وہ clear نہیں تھا۔ وہ ایسے تھا کہ جی ہم قدرتی وسائل کے حوالے سے بلوچستان کا

کیس لڑیں گے۔ ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم بلوچستان کے حوالے سے سینڈک کا مکمل کنٹرول اسلام آباد سے لینا چاہتے ہیں اور وہ ہمارا آئینی right ہے۔ تو یہ اگر بیان تھوڑی سی اس وضاحت کے ساتھ اگر سیکرٹری صاحب آپ کی مدد کر دیں، لکھنے میں ورنہ اسی طریقے سے۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

اس پر تو جام صاحب نے بتا دیا کہ آپ کی تجاویز پر غور ہوگا اور جو آپ کی تجاویز ہوگی ان کو دیکھتے ہوئے آگے جو ہوگا اقدام کیا جائیگا، جی سردار صاحب۔

سردار یار محمد رند:

مسٹر اسپیکر! میرے خیال میں دونوں طرف سے جام صاحب اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی اپوزیشن کی طرف سے بھی ہمارا بھی اس میں in-put ڈال دیا جائے، ذکر کیا جائے کہ متفقہ طور پر اس میں اتفاق پایا گیا ہاؤس کے اندر کہ بلوچستان کے وسائل اور بلوچستان کے جو آنے والا ہمارا این ایف سی ایوارڈ ہوگا اس میں بلوچستان کے ان issues کو جس میں اتفاق ہے اور میرے خیال میں کسی نے ایک دوسرے کو oppose نہیں کیا ہے کہ رقبہ، پسماندگی اور یہاں کے وسائل، یہ تینوں چیزوں کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ یہ متفقہ ایک message جانا چاہیے جو سب کی طرف سے ہو۔ کل چونکہ پرائم منسٹر آرہے ہیں اس کی پوری کیبنٹ کے کافی مؤثر جوان کے جن کا تعلق این ایف سی ایوارڈ سے ہے وہ منسٹر بھی تشریف لارہے ہیں ان کی ٹیم بھی آرہی ہے تاکہ ایک اچھا message ان کی طرف convey ہو۔ میں اٹھا دوسرے مقصد کے لئے میری request ہے سر! یہ دو دو تین تین آدمیوں کے لئے ایک ایک اسپیکر ہے اور دوسرا یہ ساؤنڈ سسٹم آپ کا بہت weak ہے۔ صحیح طور پر بہت سارے لوگ میرے جیسے سمجھ نہیں پارہے ہیں تو میری request ہے کہ اگر وسائل آپ کو اجازت دیں تو please اس ہاؤس کا یہ ساؤنڈ سسٹم ہے، میں نے ابھی سی ایم صاحب سے بھی request کی انہوں نے کہا آپ اسپیکر سے اپنے ذریعے request کریں تو میری request یہ ہے کہ ہر آدمی کے لئے اسپیکر ہونا چاہیے اتنے مہنگے نہیں ہیں کہ ایک ایک اسپیکر دو تین دو تین تین آدمی اس کو شیئر کریں۔ اور دوسری بات یہ ہے ساؤنڈ سسٹم کو بہت اچھا ہونا چاہیے۔ تاکہ ہماری باتیں صحیح طریقے سے ہمارے اپنے دوستوں تک پہنچ سکیں، بہت بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ سردار صاحب۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی:

جناب اسپیکر! این ایف سی کے حوالے سے تو کم از کم وہ ڈراپ اسکیمیں تھیں بلوچستان کی اگر کل کے اس میں اس حوالے سے بھی کوئی ڈیمانڈ ہو ہمارے پرائم منسٹر صاحب بھی آرہے ہیں کہ کم از کم ہماری وہ اسکیمیں جو ریوائزڈ فیڈرل پی ایس ڈی پی سے ڈراپ ہوئی ہیں، کم از کم اُسکے لئے دوبارہ اس ریوائزڈ پی ایس ڈی پی میں شامل ہونے چاہئیں اور جو کٹ لگی ہے فنانشلی مختلف پراجیکٹس پر بلوچستان کے کم از کم وہ کٹ ختم ہونی چاہیے۔ اور جو مختص رقم اُنکے لئے رکھی گئی ہے وہ ریلیز ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

ٹھیک ہے، شکریہ۔ وزارت اطلاعات کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ مہربانی کر کے اخبارات میں، یہی جو اہم points ہیں اس پر آپ بیان دے دیں۔ جی قائد ایوان صاحب۔

جام میر کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

جناب اسپیکر! عموماً اسمبلیوں میں یہ ہوتا ہے کہ جہاں اس طرح کا مشترکہ بیانیہ اگر دینا چاہے تو اُسکے لئے پھر یہ ہوتا ہے کہ ہر پارٹی یا اپوزیشن اور ٹریڈری پنچر کی طرف سے ایک ڈرافٹ بنایا جاتا ہے، دونوں گروپس اُس پر اتفاق کرتے ہیں۔ پھر وہ باقاعدہ آپ کے consultation کے بعد۔ کیونکہ آج جو یہ اسمبلی کا بیانیہ ہے وہ ٹوٹل different ہوگا۔ انفارمیشن کا ٹوٹل different ہوگا۔ تو عموماً وہ جو کل بھی بات جو بار بار وہ کر رہے تھے وہ ان چیزوں کے حوالے سے کہ اسمبلی میں اب بہت ساری ایسی چیزیں آئیں گی، جن کو اپوزیشن اور ٹریڈری نے اگر کہیں متفق ہو کے دینا ہے تو اُس میں بھی بڑا ضروری ہوتا ہے کہ ایک جیسے resolutions بھی کبھی کبھی ہوتے ہیں تو resolutions میں بھی کبھی کبھی ٹریڈری اور اپوزیشن جب مشترکہ کسی بات پر اتفاق کر کے resolutions لاتے ہیں تو اُس کی جو writing ہوتی ہے وہ دونوں اس میں اتفاق کر کے دستخط کرتے ہیں اور پھر آگے دے دیتے ہیں۔ تو میرے خیال اس چیز کے لئے بھی اگر اس طرح کا کوئی بیانیہ ہے جس سے اپوزیشن بھی اتفاق میں ہو اور حکومت کا طریقہ کار یا جو ایک point of view ہے وہ بھی تو ہم لوگ اپنی طرف سے دے دیتے ہیں دو آپ کی طرف سے آجائیں ایک پیپر پر اس کو ترتیب کر دیا جائے، اس کو agree کیا جائے پھر submit کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

صحیح ہے۔ شکریہ جام صاحب! اسی طرح کیا جائے۔ دو بندے گورنمنٹ کی طرف اور دو بندے

اپوزیشن کی طرف سے مل کر لکھ لیں اور اس کو پھر آگے forward کیا جائے۔ اب میں اسمبلی کا اجلاس ملتوی کرنے گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER.

In exercise of the powers conferred upon me by Clause 3 of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Mir Abdul Qaddus Bizenjo, Speaker of Balochistan Provincial Assembly hereby order that on conclusion of business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogue on Friday the 05th October, 2018.

(Mir Abdul Qaddus Bizenjo)

Speaker

Provincial Assembly of Balochistan

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

